علاج السالکین

ختم کر کے یہ مناجات کو کر وسیلہ ذات پیغمبر کو تو

مؤلفہ

فخر العلماء والمحدثین واقف رموز شریعت ودین

حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے مرے معبود، اے میرے الٰہ ہے توہی مقصود دل بے اشتباہ

اے مرے مطلوبِ دل مطلوبِ جاں اپنے ملنے کا بتا کوئی نشاں

اے مرے محبوب، اے میرے حبیب ہوں غمِ دوری سے مرنے کے قریب

کب تلک یارب رہوں تجھ سے جدا جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا

یاالٰہی مجھ کو مجھ سے دور کر تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھکو اک نظر

دو جہاں سے کچھ نہیں مجھکو طلب تجھ سے کرتا ہوں دلے تجھکو طلب

ہے مریض لادوا کی تو دوا ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا

ہے مرے ہر درد کی توہی دوا ہے توہی مرہم مرے ہر زخم کا

کر مجھے یوں اپنی الفت سے تو مست جن سے ہوویں سب خیال غیر پست

دے مجھے اب ہوش یارب اس قدر تجھ پہ دیوانہ رہوں آٹھوں پہر

ذکر ہووے تو ترا ہووے سدا فکر ہووے تو تری ہووے سدا

غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو تیری الفت سے یہ دل معمور ہو

خاک راہِ دردمنداں کر مجھے جان بریاں چشم گریاں کر مجھے

داغِ دل سے کر مجھے باغ و بہار تاکہ آوے سیر کو تو گل عذار

گر تو طالب ہے وصول اللہ کا چل پکڑ دامن رسول اللہ کا

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی

لیک صد افسوس حسرت بے حساب ہیں پڑے چاروں طرف تجھ پہ حجاب

نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر

پھنس گیا دلدل میں غفلت کے تو آہ ہل نہیں سکتا کہ پاوے حق کی راہ

مرکب توبہ عصائے آہ لے پھر نکل دَل دَل سے اپنی راہ لے

کر تو پیدا دل میں اپنے دردِ عشق تا تپ غفلت کو کردے سرد عشق

تیل سے غفلت کے کر کانوں کو پاک بعد ازاں سن یہ شکایت دردناک

شکایت

اے خدا کے ڈھونڈھنے والو! تم نے خدا کو ہر جگہ ڈھونڈا' کہاں کہاں گشت لگایا' دشوار سے شوار مقامات تک بھی ہو آیا پر کہیں اس کا پتہ نہ پایا۔

آؤ ہم تمہیں جہاں بتاتے ہیں وہاں ڈھونڈو! وہ ملے گا' تو وہیں ملے گا سنو سنو! اس کے ملنے کی جگہ دل ہے' دل ہی تو وہ تخت ہے جس کو عرش سبحان کہتے ہیں۔ نہیں نہیں دل ہی وہ مکان ہے جسے لامکان کہتے ہیں۔ دل اس کے گھر کا نام ہے جو بے نشان ہے' اسی نے دل کو یہ وسعت دی ہے کہ سب کی سمائی اس میں ہو جاتی ہے' اُسی نے اس کو یہ فراخی دی ہے کہ سب کی گنجائش اس میں ہو جاتی ہے کہ کوئی چیز نہیں کہ اس میں نہ سما سکے' کوئی شئے نہیں کہ اس میں نہ آ سکے۔

چیزوں کا ذکر چھوڑو' اشیاء کا نام نہ لو' وہ اس میں سما جاتا ہے جو کہیں نہیں سماتا' وہ اس میں رہتا ہے جو کہیں نہیں رہتا' وہ اس میں نظر آتا ہے جو کہیں دکھائی نہیں دیتا' وہ اس میں ٹھہرتا ہے جو کہیں نہیں ٹھہرتا' جو زمین پر نہیں سماتا' جو آسمان میں نہیں آتا وہ دل ہی میں آجاتا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است   من نہ گنجم' ہیچ در بالا و پست

در زمیں و آسمان و عرش نیز   می نہ گنجم ایں یقین داں اے عزیز

در دل مومن بگنجم اے عجیب   گر مرا جوئی در آں دلہا طلب

یعنی نہ زمین میں یہ گنجایش نہ آسمان میں یہ وسعت جو مومن کے دل میں ہے' اگر مجھ کو ڈھونڈنا ہو تو انہیں دلوں میں ڈھونڈو۔

اے خدا کے ڈھونڈنے والو! یہ جو کچھ تم نے سنا سب سچ ہے مگر یہ اس دل کی شان نہیں ہے جو ہمارے پہلو میں ہے۔ اس نے تو لٹیا ہی ڈبو دی' رات دن غفلت میں ڈوبا ہوا ہے' اس کی عمر قیل و قال میں گذر رہی ہے' ہر وقت نئی نئی بیڑیوں میں جکڑا جاتا ہے' پھر بھی جب سوجھتی ہے تو اور جکڑے جانے ہی کی سوجھتی ہے۔ راستہ بھولا ہوا غفلت کی نیند میں ہے' غیر خدا کی محبت میں کچھ ایسا مست ہے کہ یہ نشہ ابھی اترا ہی نہیں کہ اور پیتے ہی جاتا ہے پھر آخرت کا ہوش آئے تو کس طرح آئے؟

کم اُنا دی وہو لا یصغي التناد　　　　وافوادی وافؤادی وا فؤاد

ہائے اے دل۔ افسوس اے دل۔ میرے پیارے دل! میں تجھے کب تک پکاروں تو میری سنتا ہی نہیں' وہ دن کب آئیں گے جو تو پلٹی کھائے گا' سب کو چھوڑ کر ایک کا ہو جائے گا۔

یا ہائی اتخذ قلباً سواہ　　　　فھو ما معبودہ الاھواہ

کیا کروں یہ دل تو اب کام کا نہ رہا۔ اس نے تو خدا کو چھوڑ کر خواہشاتِ نفسانی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اس دل کو تو آگ لگا دو۔

خدا کو ڈھونڈنے کے پہلے کوئی اور ایسا دل ڈھونڈو جس میں خدا آسکے اس کا معبود ہو تو خدا ہی ہو' اس کا محبوب ہو تو خدا ہی ہو' اس کا مقصود ہو تو خدا ہی ہو۔

اے عندلیب آؤ کریں مل کے زاریاں　　　　تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

طرح طرح کی بیماریوں نے اس دل کو تو مسخ کر دیا ہے اس کو یہ بھی خبر نہیں کہ میں بیمار ہوں۔

سُن اے دل تو بیمار ہے، تیری بیماریوں کا پہچاننا بہت مشکل ہے، اس لئے تو سمجھتا ہی نہیں کہ میں بیمار ہوں، ایک وقت تیرے سمجھنے کا آتا ہے اس وقت سمجھنے سے کیا فائدہ؟ اب وقت ہے سمجھتا ہے تو سمجھ لے۔

مانو نہ مانو حضرت دل اختیار ہے   ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

ہر چیز علامتوں سے پہچانی جاتی ہے تیرے بیمار ہونے کی یہ علامتیں ہیں۔

پہلی علامت

انسان کا ہر عضو ایک خاص فعل کے لئے بنایا گیا ہے، جس فعل کے لئے وہ عضو بنا ہے اگر وہ فعل اس عضو سے صادر نہ ہو سکے یا بہت ہی خلل کے ساتھ ہو سکے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ عضو بیمار ہے۔ جیسے ہاتھ پکڑنے کے لئے، پیر چلنے کے لئے، کان سننے کے لئے، آنکھ دیکھنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اگر ہاتھ پکڑ نہ سکے، پیر چل نہ سکے، کان سن نہ سکے، آنکھ نہ دیکھ سکے تو سمجھو کہ یہ اعضا بیمار ہیں۔

ایسا ہی دل بھی خدا کی محبت اور معرفت اور اس کے عبادت کی لذت لینے کے لئے بنایا گیا ہے، اگر دل میں یہ نہیں تو وہ دل تندرست نہیں بلکہ بیمار ہے۔

میرے پیارے دل! جس معدہ کو روٹی سے زیادہ مٹی پیاری ہو تو اس کو بیمار کہنے تیار ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی اگر اللہ سے زیادہ اور چیزیں تجھے پیاری ہوں تو کیا ہم تجھکو بیمار نہ کہیں؟ تجھے نفس، شیطان دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں، تو یہی سمجھا ہوا ہے کہ مجھے خدا سے محبت ہے اور میں تندرست ہوں۔

ذرا محبت کی کسوٹی پر اپنی محبت کو کس کر تو دیکھو! جب تجھے خبر ہو گی کہ میں اب تک دھوکے

میں تھا' ہے کچھ اور سمجھا تھا کچھ۔

محبت کی کسوٹی

وہ کسوٹی یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کے محبوب ایک چیز کا حکم دے رہے ہیں' خدائے تعالیٰ کا حکم اس کے خلاف ہے۔ اب دیکھو دل کدھر جھکتا ہے۔ اگر خدائے تعالیٰ کے حکم کی طرف مائل ہے تو معلوم ہو کہ خدائے تعالیٰ کی محبت غالب ہے یہی محبت دل کی صحت کی علامت ہے۔ اگر دنیا اور دنیا کے محبوب کی طرف جھک رہا ہے تو سمجھو کہ دنیا کی محبت غالب ہے' خدا کی محبت نہیں صرف دھوکا ہے یہی دل کے بیمار ہونے کی علامت ہے۔ خدا کے لئے سنبھلو اور جلد دل کو صحت ہونے کے لئے کوئی تدبیر کرو۔

بیماریٔ دل کی شدت و کمی

دیکھو دل کی بیماری کی کمی و زیادتی کا معیار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوائے دنیا کی کسی چیز کی محبت جس درجہ کی ہو گی اسی درجہ کا دل کو مرض ہے۔ اگر زیادہ محبت ہے تو مرض بھی سخت ہے۔ اگر تھوڑی محبت ہے تو مرض بھی خفیف ہے۔ ہاں ان چیزوں کی محبت کوئی اس وجہ سے رکھا ہے کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں مدد دے رہی ہیں تو اس کو مرض نہ سمجھو یہ صحت کی علامت ہے۔

دوسری علامت

دل بدن کا بادشاہ ہے اور بدن اس کی رعیت اور سلطنت ہے۔ جب رعیت اعضاء ہیں جیسے آنکھ' کان' زبان وغیرہ تو بادشاہ کے بھی اعضاء ہونا ضروری ہے۔ بصیرت دل کی آنکھ ہے' تذکرہ دل کی زبان ہے۔ مراقبہ دل کا سننا یعنی اس کے کان ہیں' جب خدائے تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ اس کی نیکیوں کی وجہ سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے کہ ہر چیز کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ رات دن ذکر کے ساتھ فکر میں بھی لگا رہتا ہے اور دل کی زبان کو بھی کھولتا ہے کہ ہمیشہ محبوب کی یاد اس دل میں بسی رہتی ہے' یادداشت کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس دل کے کانوں کو سناتا

ہے'ہمیشہ مراقبہ میں لگا رہتا ہے' یہ دل کے صحت کی علامت ہے۔بخلاف اس کے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ اس کی نافرمانیوں کی وجہ سے.برائی کا ارادہ کرتا ہے تواس کے دل کی آنکھوں اور کانوں پر مہر لگا دیتا ہے'نہ کبھی عبرت ہوتی ہے نہ کسی وقت فکراور مراقبہ کی نوبت آتی ہے'دل کی زبان کو بھی گویائی سے روک دیتا ہے۔کبھی بھولے سے بھی یادالٰہی اس دل میں نہیں آتی'رات دن غفلت میں گذرتی ہے یہی دل کی بیماری کی علامت ہے۔

دل کی صحت کی علامتیں

شک ونفاق سے دل پاک ہونا'کبیرہ گناہوں سے بچتے رہنا'رضائے حق کی طلب پیدا ہونا'یعنی جو کام کرے خدائے تعالیٰ کے راضی ہونے کے لئے کیا کرے۔باطنی نسبت حاصل ہونا'ذکر ویادداشت کا ایسا ملکہ ہو جائے کہ کسی وقت غفلت اور بھول نہ ہو اور اس میں زیادہ تکلیف نہ کرنا پڑے اور اطاعت حق یعنی احکام شرعیہ کے اتباع کی دلی رغبت اور ناجائز وممنوع امور سے دلی نفرت ہو جائے اور دنیا کی حرص دل سے نکل جائے اور قرآن کی زندہ تصویر بن جائے۔(یہ باطنی نسبت پیدا ہونے کی علامت ہے)

دل کی بیماریوں کا مادہ

غفلت'حب دنیا'اتباع شہوات یعنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا اور ان کی الفت اور عادات'تکبر اور حسد یہی دل کی بیماریوں کا مادہ ہے۔اسی سے دل کی ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

دل کے بیمار کا پرہیز

گناہ پر اصرار'غافلوں کی صحبت'اجنبی عورتوں کے ساتھ تنہائی اور ان کی ہم کلامی'اس مالدار کی ہم نشینی جو اپنے مالداری پر اتراتے رہتے ہیں'ھویٰ یعنی نفسانی خواہشات کی پیروی'معصیت صغیرہ ہو یا

کبیرہ قلب سے ہو' یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں یا آنکھ کان۔

فضول کلام۔ محل نامشروع میں رغبت شہوت سے کسی کی طرف توجہ کرنا خواہ آنکھ سے یا دل کے خیال سے' بیجا یا اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا یا بد خلقی و سختی کے ساتھ کسی سے پیش آنا' وہ غفلت جس کا سبب دنیوی تعلقات ہوں کیوں کہ ایسی غفلت تجدید ذکر سے بھی ختم نہیں ہوگی۔ بار بار قلب اُدھر ہی کشش کرے گا کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا۔

دوست تو اس پر ہجوم کر کے اس کے وقت کو خراب کریں گے اور دشمن اس کو ایذائیں پہنچا کر پریشانی میں ڈالیں گے۔

اسی طرح جو امور دل کو پریشانی اور تشویش میں ڈالنے والے ہوں اور فی نفسہ ضروری نہ ہوں یہ چیزیں دل کے لئے زہر ہیں۔ ہمیشہ ان سے بچتے رہو۔

دل کے طبیب

انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائب پیرانِ کبار دل کے نباض اور اس کے معالج ہیں۔

جو نائب رسول کہ دل کے طبیب ہیں ان کی یہ علامتیں ہیں

پیر کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں : بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو خواہ تحصیل سے یا صحبت علماء سے' عقائد و اعمال و اخلاق میں شریعت کا پابند ہو۔ متقی ہو یعنی گناہوں سے بچتا ہو' صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو' ظاہری و باطنی طاعتوں پر مداومت رکھتا ہو' دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو' آخرت اس کے پیش نظر ہو' کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبۂ دنیا ہے' کسی پیر کامل کی صحبت میں چند دن رہا ہو۔ اس سے فیوض و برکات حاصل کئے ہوں۔ اس زمانہ کے منصف علماء اور مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں۔ بہ نسبت عوام کے خواص یعنی سمجھدار' دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں' اس سے جو لوگ بیعت کئے ہیں۔ ان میں اتباع شریعت غالب ہو۔ دنیا کی حرص کم ہو گئی ہو' وہ اپنے مریدوں کا خیال رکھتا ہو کہ

کوئی بات ان سے خلاف شریعت و طریقت دیکھے یا سنے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو، ہر ایک کو اس کی مرضی پر نہ چھوڑتا ہو، اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو، خود بھی وہ ذاکر شاغل ہو کہ بغیر اس کے تعلیم میں برکت نہیں ہوتی۔

جس شخص میں یہ علامتیں ہوں تو پھر اس میں یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہے یا نہیں یا اس کو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں یا یہ جو کرتا ہے وہ قبول ہو جاتا ہے یا نہیں یا یہ صاحب تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور پیر کامل کو لازم نہیں ہیں، اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں یا نہیں کیوں کہ یہ بھی پیر کامل کے لئے ضروری نہیں۔ اصل میں یہ ایک نفسانی تصرف ہے جو مشق سے بڑھ جاتا ہے۔ غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کر سکتا ہے۔ اس سے چنداں نفع بھی نہیں کیوں کہ اس کے اثر کو بقاء نہیں ہوتا۔

دل کے علاج کی ترغیب

اے خدا کے ڈھونڈھنے والو! بیمار دل کب تک پہلو میں لئے رہو گے؟ دیکھو بیماری بڑھ رہی ہے، بیماری کا انجام موت ہے۔ اگر دل مر گیا تو اس مردہ دل کو لے کر کیا کرو گے؟ آخرت کی سعادت تو زندہ دل کے ساتھ ہے۔ زندہ دل کو قلب سلیم کہتے ہیں۔ اسی کی طرف زوردار الفاظ میں رغبت دلائی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ **إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيم** ۔ جہاں مال ہی کام آئے گا نہ اولاد، وہاں وہ دل کام آئے گا جو دل کی بیماریوں سے صحیح و سالم ہے۔

میرے پیارے دل! تو کسی بیمار کو دیکھا ہی نہیں، تجھے کیا خبر کہ بیماری میں کیا کرتے ہیں اور تو بیمار کیا کر رہا ہے۔ فرض کرو کہ دنیا کا ایک خود مختار بادشاہ ہے۔ اپنی ساری خواہشات کو وہ پورا کر سکتا ہے، دنیا کی کوئی ایسی لذت نہیں کہ جو وہ اس کو حاصل نہ کر سکے، اتفاق سے ہو گیا وہ بیمار، سچ بتا اے دل اب وہ کیا کرے گا، طبیبوں کو بلائے گا، دواساز کو جمع کرے گا، کڑوی سے کڑوی دوا کو گو وہ کیسی ہی ناگوار ہو خوشی سے پیئے گا۔ ساری لذتوں کو خیرباد کہہ کر صرف طبیب کی بتائی ہوئی چیزوں کو استعمال کرے گا۔ اس سے گو وہ لاغر ہوتا جائے گا مگر دن بدن اس کی بیماری میں گھٹاؤ ہونا شروع ہو گا اور اس کو صحت ہوتی جائے گی۔ اس اثناء میں اگر اس کا نفس پرہیز توڑنا چاہیے گا تو شروع بیماری کے دوران اور تکلیفیں پیش

نظر ہوئیں گے۔ موت آنکھوں کے سامنے پھرے گی ' شماتت اعداء کا خیال آئے گا تو نفس کو ملامت کرے گا اور ہرگز پرہیز نہ توڑے گا ' ہمیشہ اس کو شفا کا خیال ' بدن کی صحت ' آرام و راحت کی زندگی کڑوی سے کڑوی دوا پینے کے لئے ابھارتے رہیں گے۔ لذتوں کا چھوڑنا ' ناگوار چیزوں پر صبر کرنا اس کو آسان ہو گا۔

میرے پیارے دل ! دیکھ بیمار اس طرح بیماری کا علاج کیا کرتے ہیں تو بھی کبھی طبیب روحانی کو نبض دکھایا اور کبھی علماء ربانی سے مشورہ لیا اور اُن کی بتائی ہوئی کڑوی دوا کا کبھی استعمال کیا ' کبھی تجھکو پرہیز کا بھی خیال آیا ؟ جب یہ کچھ نہ کیا تو سچ بتا پھر تیری بیماری جائے تو کس طرح جائے۔

اے دل ! مجھے تو تیرے آثار کچھ اچھے نہیں دکھتے ' کیا سچ مچ تو مردہ دل ہی کہلانا چاہتا ہے ' شیطان کی شماتت کا بھی تجھ کو کچھ خیال نہیں کب تک ہاتھ پر دھرے بیٹھا رہے گا ؟ چل اٹھ اب علاج میں سستی نہ کر۔ ہمت کر ہمت ہی سے مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔ انسان اگر ہمت کرتا ہے تو پرندوں کو ہوا سے ' مچھلی کو دریا کی تہ سے ' سونے چاندی کو سخت پہاڑوں کے اندر سے ' وحشی جانوروں کو لق و دق جنگلوں سے ' درندوں کو ان کی گوئی سے نکال لاتا ہے۔ جب یہ ہمت کرتا ہے تو زہریلے سانپوں کو پکڑتا ہے پھر ان کو کھیل بناتا ہے ' ان سے تریاق تیار کرتا ہے۔

انسان کی ہی ہمت کا نتیجہ ہے کہ توت کے پتوں سے کیڑوں کی پرورش ہوتی ہے پھر اس سے ریشمی تھان بن بن کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔

اللہ رے انسان کی ہمت ! زمین پر ہو کر آسمانوں پر دوڑ لگاتا ہے ' تاروں کی سیر کا اندازہ کرتا ہے ' علم ہیئت کے دقیق سے مسائل میں کس کس طرح سے موشگافیاں کرتا ہے۔

انسان ہمت کرتا ہے تو کیا نہیں ہوتا۔ سرکش گھوڑا اس کو سواری دیتا ہے۔ وحشی کتا اور اڑتا ہوا باز اس کے لئے شکار لاتا ہے۔

او غافل انسان ! ہمت کر کے تو سب کچھ کرتا ہے ایک نہیں کرتا ہے تو دل کا علاج۔

دیکھ تیری یہ غفلت تجھے بُرے دن دکھائے گی۔ ہزار دوا کی جائے پھر بھی ایک دن اس جسم کو مرنا ہے۔ باوجود اس کے تو طبیب اجساد کی طرف ہمیشہ مشغول رہتا ہے۔ ابدالآباد تک تیرے ساتھ رہنے والے دل کی تجھے کچھ پرواہی نہیں ' کبھی اس کے علاج کے لئے تو طبیب قلوب کی طرف متوجہ نہیں

ہوتا۔آخر یہ کیا معاملہ ؟ ۔

چند چنداز حکمت یونیاں　　　حکمت ایمانیاں راہم بدال

دل کے بیماریوں کے ادویہ

دل کے بیماریوں کی دوائیں شریعت کے مطب میں بنتی ہیں۔انبیاء علیہم السلام ان کو ترتیب دیتے ہیں۔وہ عبادات اور اعمال صالحہ ' طاعت اور ذکر و تقویٰ ' خوف الٰہی سے رونا اور نعمتوں پر شکر کرنا ' عالم ربانی کا وعظ سننا ' ہر امر میں سنت پر عمل کرنا ' ہمیشہ تہجد پڑھتے رہنا۔

دل کی بیماریوں کے اسباب

جسمانی بیماروں سے دل کے بیماروں کی تعداد بہت بڑی ہوتی ہے 'اس کے اسباب یہ ہیں۔

پہلا سبب

کہ جسمانی مریض اپنے مرض کو سمجھتا ہے مگر دل کے بیمار کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ میں بیمار ہوں؟اس لئے بیماری بڑھتی جاتی ہے اور ایک ایک بیماری سے کئی کئی بیماریاں پیدا ہوتے جاتے ہیں۔

دوسرا سبب

دوسری وجہ یہ ہے کہ جسمانی بیماریوں کا انجام موت کی صورت میں آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتا ہے۔بخلاف اس کے دل کی بیماریوں کا انجام اس عالم میں نظر نہیں آتا ہے۔اس لئے بیمار بے فکر ہے اور بیماری اندر ہی اندر چرتے جا رہی ہے۔

تیسرا سبب

اصلی سبب دل کی بیماریوں کا وہ تقریریں ہیں جو ہمیشہ رجاء میں رکھ کر رحمت کی شان دکھا دکھا

کر دل کے بیماروں کو ان کی بیماریوں سے غافل بنا رہے ہیں۔ کاش یہ علاج نہیں کر سکتے ہیں تو مرض کو تو نہ بڑھاتے۔

دل کے بیماریوں کے لئے اصول علاج

اے دل کے بیمار! اگر تو شفا چاہتا ہے تو تجھے چاہئے کہ ان چند امور کا دل سے یقین کرے' اگر ڈاواں ڈول رہا تو تجھے شفا کی امید نہ رکھنا چاہئے۔ پہلے تو تجھے ماننا ہو گا کہ جسمانی مرض و صحت کی طرح دل کے مرض و صحت کے بھی اسباب ہیں جب تک تجھے اس پر پورا یقین نہ ہو گا تو تو علاج کی طرف ہر گز متوجہ نہ ہو گا کیوں کہ مرض کے سبب کو دور کرنے کا نام ہی علاج ہے جب سبب ہی کا یقین نہیں تو پھر علاج کیا؟

دوسرا : طبیب جسمانی کی طرح کوئی (پیر کامل) طبیب روحانی کو خاص طور پر معین کر کے اس کی نسبت تجھے یہ یقین کرنا ہو گا کہ یہ طب روحانی کا عالم ہے اور اپنے فن میں حاذق ہے۔ تشخیص اور نسخہ نویسی میں اعلیٰ پایہ رکھتا ہے' اپنا مطب چلانے کے لئے جھوٹ سچ ملانے کا عادی نہیں ہے کیونکہ مرض کے سبب کا یقین کرنا گویا اصل طب پر یقین کرنا ہے۔ صرف یہ یقین نفع نہیں دے سکتا جب تک کسی خاص معین طبیب کی نسبت امور صدر کا یقین نہ کرے۔

تیسرا : اس طبیب حاذق (پیر کامل) کی ہر بات کو دلی توجہ سے سننا ہو گا۔ کیسی ہی کڑوی دوا دے اس کو خوشی سے پینا پڑے گا' جو وہ پرہیز بتائے اس پر سختی سے پابندی کرنا ہو گا۔

چوتھا: بہت سے ایسے امراض ہیں کہ نبض اور قارورہ طبیب پر ظاہر نہیں ہو سکتے ہیں اس لئے طبیب کو اپنے کل امراض کی اطلاع دینا ضروری ہے۔

اسی طرح او دل کی بیمار! جو دل کے بیماریاں تجھ کو معلوم ہو سکتی ہیں ان سب کو پیر کامل پر ظاہر کرنا پڑے گا۔

ہائے افسوس! آج کل مریض باوجود معلوم ہونے کے بھی طبیب روحانی سے مرض کو چھپاتا ہے' اگر طبیب ہی اس مریض میں جو بیماریاں ہیں ظاہر کر دے تو اس سے ناراض ہو جاتا ہے' پھر صحت ہو

روحانی طبیب کے لئے اصول علاج

روحانی طبیبوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ سلف صالحین کا یہ طرز تھا کہ جو کوئی مرید ہونے آتا تو ذکر والقائے نسبت کے پہلے اس کے اخلاق درست کرتے اور جو دل کی بیماریاں یعنی برے اخلاق ہیں ان کا علاج فرماتے پھر ذکر و شغل بتایا کرتے مثلاً کسی مرید کو دیکھا بنا ٹھنا رہتا ہے' حکم دیا کرتے کہ مسجد میں جھاڑو دیا کرو' جھاڑو دینے والے کی کیا ہیئت اچھی رہ سکتی ہے؟ کسی میں تکبر ہے تو یوں علاج فرماتے کہ نمازیوں کے جوتیاں درست کرتے رہو۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی جب جوان ہوئیں تو حضرت کو ان کے عقد کا خیال ہوا' خود مدرسہ اسلامیہ میں تشریف لائے ہر لڑکے کے احوال پر اس کے دل پر نظر ڈالے۔ ان میں سے ایک کو منتخب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میں مفلس ہوں فرمایا: بابا ! تم مفلس ہو تو کیا ہوا' تمہارا دل تو غنی ہے۔ بابا ہم اللہ والا ڈھونڈ ھتے ہیں' تمہارے دل میں اس کی صلاحیت ہے۔ غرض حضرت نے اس قریب التحصیل طالب علم سے اپنی صاحبزادی کا نکاح فرمادیا۔ پھر وہ جب مرید ہوتے ہیں تو حضرت ان کے سر پر سیب کا ٹوکرا رکھا کر تمام شہر میں بکواتے ہیں۔ ایک مدت کے بعد فرمائے: بابا! ہم نے تم سے جو سیب بکوائے تھے۔ اس سے غرض روپیہ کمانا نہیں تھی بلکہ مولویت کی نخوت و غرور جو تم میں تھی اس کو توڑنا منظور تھا۔ یہ قدیم روحانی طبیبوں کا علاج' اس کی وجہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب برتن کو قلعی کرنا چاہتے ہیں تو پہلے میل کچیل کو ریتی ڈال کر رگڑ رگڑ کر صاف کیا کرتے ہیں' جب خوب صاف ہو جائے تو پھر قلعی کرتے ہیں یا جیسے طبیب جسمانی پہلے سہل سے مادہ فاسد نکال کر پھر دوا پلاتے ہیں یا مکان کو جب آراستہ کرنا منظور ہو تو پہلے کچرا کوڑا' جالے سب صاف کر کے پھر جھاڑ' فانوس' فرش سے آراستہ کرتے ہیں۔ یا کسی کو عمدہ لباس پہنانا ہوتا ہے تو پہلے جسم کو غسل دے کر میل کچیل سے صاف کیا کرتے ہیں اس کو تخلیہ کہتے ہیں۔ پھر ذکر شغل بتا کر تخلیہ کیا کرتے تھے یعنی پہلے اخلاق رذیلہ دور کر کے پھر اخلاق حسنہ کا رنگ ان پر چڑھاتے تھے' یہی طرز صحابہ کرام کے تربیت پانے اور تربیت کرنے کا تھا۔

متاخرین روحانی طبیبوں نے دیکھا کہ نہ پہلے کے جیسی لوگوں میں ہمت ہے نہ ویسی فرصت ‘اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے پہلے مکان میں فرش کر کے پھر آہستہ آہستہ صفائی کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ابتداءً ذکر بتا کر پھر آہستہ آہستہ دل کے امراض یعنی برے اخلاق کو چھڑاتے رہتے تھے ‘اب آپ حضرات بھی مرید کر کے خدا کے لئے بے فکر نہ ہو جائیں دونوں طریقے آپ کے سامنے ہیں ‘کوئی نہ کوئی طریقہ سے دل کے بیماریوں کا علاج فرماتے رہیئے۔

صحابہ کرام کی بچوں کی طرح تربیت کی گئی ہے ‘ہر بات میں ان کی نگرانی کی جاتی تھی۔ جس قدر موٴثر طریقے تربیت کے تھے وہ سب برتے گئے ‘پہلے زبان سے قرآن و حدیث سنا سنا کر سمجھایا جاتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود کر کے بتاتے تھے۔ ہر وقت نگرانی کی جاتی تھی۔ جہاں کوئی بات خلاف ہوئی تو فوراً ٹوک دیئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وحشی وخونی۔ سفّاک ‘ظالم سارا نور و فیض بن کر نکلے۔ سارے عالم کو اپنے نور سے منور کر گئے۔ آپ بھی بحیثیت نائب رسول ہونے کے اسی طرح علاج فرمایئے۔ پھر دیکھئے کہ کس قدر جلد کا یا پلٹ ہوتی ہے۔ اب تو لوگ عموماً یہ سمجھ رہے ہیں کہ مرید ہونا اور کچھ راز کی باتیں سیکھنا ‘زیادہ سے زیادہ تھوڑا بہت ذکر کرنا بس یہی مریدی کی غرض ہے۔ اسی طرح سلوک طئے ہوا کرتا ہے۔ اس لئے دل کی بیماریاں ویسی کی ویسی رہ جاتی ہیں۔ لہٰذا باادب گزارش ہے کہ تخلیہ شروع نہ سہی تخلیہ کے ساتھ ساتھ تو ہونا چاہیے ‘یہی تو خلاصہ سلوک کا ہے۔

جب آپ بیعت کے لئے ہاتھ لیں تو یوں سمجھئے کہ میں اس مرید کے دل کی نبض دیکھ رہا ہوں ‘طبیب حاذق کی طرح مختلف حرکات اور اس کے احوال کے قرائن سے اس کے چھپے امراض کا پتہ لگایئے۔ پھر ہر مرض کے لئے یہ سوچئے کہ کیا اسباب ہیں اور کس طرح پیدا ہوئے ہیں ‘ان اسباب کے دور ہونے کی کیا دوا ہے۔ اس کا پرہیز کیا ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے تو وہ اعمال جو اس مرض کے ازالہ کے لئے مفید ہیں علم نافع کے ساتھ شرعی ارزاں میں تول کر ایک معجون بنایئے اور استعمال کرایئے۔

دل کے بیماروں سے خطاب

او دل کے بیمارو! اگر تقدیر نے یاوری نہ کی اور کوئی طبیب روحانی تم کو نہ ملا تو خیر یہ میرا رسالہ لو ‘گھر بیٹھے طبیب حاذق کا کام دے گا۔ تمہارے ہر مرض کی تشخیص کرے گا ‘مرض کے اسباب

اور پرہیز بتائے گا اور مجرب دوائیں دے گا۔ جب صحت ہونے لگے تو اس ناچیز کو دعائے خیر سے یاد فرمایئے گا۔ پھر اگر کسی کو طبیب روحانی ملے وہ بھی انہی نسخوں کو جاری رکھے تب تو قصہ سہل ہوا اور اگر وہ دوسرے نسخوں کو برتنے لگے تو دل کے بیمار کو چاہئے کہ وہ ان ہی نسخوں کا استعمال کرتے رہے جو اس کا طبیب روحانی بتلا رہا ہے۔

روحانی نسخوں کا شہد

جیسے اکثر یونانی نسخوں کا جز شہد ہوا کرتا ہے اسی طرح روحانی نسخوں کا جز متاخرین کے طرز پر ذکر ہے۔

ذکر کی ماہیت

ممکن ہے کہ کوئی ایک بار اللہ کہہ کر اسی کو ذکر سمجھنے لگے اس لئے اس وضاحت کی ضرورت ہے کہ نسخوں کا جز جو ذکر ہے وہ یہ ہے۔

مشغول کے لئے طریقۂ ذکر

کہ جو فکرِ معاش اور حقوقِ عباد سے فارغ نہ ہو تو اس کو ضروریات کا تو مضائقہ نہیں فضولیات میں اپنی عمر عزیز ضائع نہ کرے۔ ضروری کاروبار وادائے حقوق عباد سے جو وقت بچے اس کو ذکر الٰہی میں صرف کرے۔ فضولیات کو ضروریات نہ سمجھے۔ اکثر ہم فضول کاموں کو ضروری سمجھ کر انہیں میں مصروف رہتے ہیں۔ ایسے بے سمجھوں کا وقت بچتا ہی نہیں' اس لئے ذکر نہ ہو سکنے کا عذر کیا کرتے ہیں یہ نفس کا دھوکہ ہے اس سے بچو! ذکر کے لئے وقت نکالو' کثرت سے ذکر کیا کرو! ذکر ہی دل کے بیماریوں کے نسخوں کا متاخرین کے طرز پر جز اعظم ہے۔

اے خدا کے طلب کرنے والو! جو کچھ تمہارا جاتا رہے اس پر افسوس نہ کرو۔ اگر افسوس کرو تو

اُن گھڑیوں کے جانے پر کرو جو بغیر یادِ الٰہی کے گذری ہوں۔

1۔ گر نباشد جامۂ اطلس ترا　　کہنہ دلقے ساتر تن بس ترا

2۔ در مزنبودت باقند و مشک　　خوش بود درغ و پیاز و نان خشک

3۔ ورنہ باشد مشربہ از زرِ ناب　　باکف خود می توانی خورد آب

4۔ ورنہ باشد دور باش از پیش و پس　　دور باش نفرت خلق است و بس

5۔ ورنہ باشد مرکب زریں لگام　　می تواں زد ہم بپائے خویش گام

6۔ ورنہ باشد جانبائے زرنگار　　می تواں کردن بسر در کنج غار

7۔ ورنہ باشد فرش ابریشم طراز　　باحصیر کہنہ در مسجد بسار

8۔ ورنہ باشد شانۂ از بہر ریش　　شانہ بتواں کرداز انگشت خویش

9۔ ہرچہ بینی درجہاں دار و عرض　　در عوض گردد ترا حاصل غرض

10۔ بے عوض دانی چہ باشد در جہاں　　عمر باشد عمر قدر آں بداں

1۔ اگر اطلس کا لباس نہ ملے تو اس کے بدلے پرانی گوڈری تن ڈھانپنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔

2۔ قند و مشک ملا ہوا مزعفر نہ مل سکے تو اس کے بدلے چھاچ اور پیاز اور سوکھی روٹی ہی بس ہے۔

3۔ اگر خالص سونے کا بنا ہوا گلاس نہ مل سکے تو اس کے بدلے ہاتھوں کے چلو سے پانی پی سکتے ہیں۔

4۔ اگر آگے پیچھے خدمتگاروں کی ہٹو بڑھو نہ ہو نہ سہی' اس کے بدلے مخلوق کی نفرت ہٹو بڑھو کہنے کے لئے کافی ہے۔

5۔ اگر زریں لگام گھوڑا نہ ملے' اس کے بدلے اپنے پاؤں سے ہی گھوڑے کا کام لے سکتے ہیں۔

6۔ اگر سونے کا کام کیئے ہوئے گھریں نہ ملیں تو کچھ پروا نہیں اس کے بدلے کسی غار کے کونے میں زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

7۔ ریشمی بچھونا نہ ہو' اس کے بدلے پرانی حصیر پر کسی مسجد میں گذر کر سکتے ہیں۔

8۔ بالوں کے لئے اگر کنگی نہ ملے تو اس کے بدلے اپنی انگلیوں سے کنگھی کا کام لے سکتے ہیں۔

9۔ غرض دنیا میں ہر چیز کا بدل موجود ہے۔

10۔ جس چیز کا کچھ بھی بدل نہیں کچھ خبر ہے وہ کیا چیز ہے؟ میرے دوست وہ عمر ہے۔ عمر جس کا کوئی بدل ہی نہیں۔ ایسے بے بدل چیز کی کچھ تو قدر کرو۔

یعنی ہر چیز کا عوض ممکن ہے مگر عمر عزیز کی ایک گھڑی کا بھی عوض اس دنیا میں نہیں' ہر ایک کے بدلے دوسری چیز سے کام نکل سکتا ہے لیکن جو وقت گزر جائے اس کا معاوضہ کسی دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا اس لئے اے دل کے پیارو! ایسی بے نظیر عمر عزیز کی دل سے قدر کرو! ضرورت سے جو

وقت بچے اس کو ذکر الٰہی میں گذارو، کبھی کبھی عام مسلمانوں کے قبرستان اور اولیاء کرام کے مزارات پر ہو آیا کرو اور مغرب کے بعد گھنٹہ آدھ گھنٹہ جب تک دلچسپی ہو مراقبہ موت کیا کرو۔

کثرت ذکر سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور مراقبہ موت سے دنیا کی نفرت پیدا ہو گی، یہی محبت و نفرت کام بنا دینے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوں گے۔

روزانہ کسی قدر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرے، درود شریف کا ورد بھی جاری رکھے۔ اگر لزوم تقوے کے ساتھ ایک مدت اس طریقہ ذکر پر استقامت اور مداومت رہے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہ رہے گا اور یوں فائدہ تو اول ہی سے ہونے لگتا ہے لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ گھبرائے نہ جلدی کرے، نہ سستی کرے نہ کمی کرے کیونکہ اس کی نہ کوئی میعاد معین نہ کوئی ذمہ دار ہو سکتا ہے البتہ اس قدر امید وار کر سکتے ہیں کہ

دریں رہ می تراش و خراش   تادم آخر دمے فارغ مباش

تادم آخر دمے آخر بود   کہ عنایت باتو صاحب سر بود

فارغ کیلئے حضرت امام ابو علی فارمدی طوسی رحمۃ اللہ علیہ کا بتلایا ہوا طریقہ ذکر

اور جو فکر معاش اور حقوق عباد سے فارغ ہو تو اس کے لئے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ روحانی طبیب کی صحبت کو غنیمت جانے، موٹی بات ہے کہ مریض کا طبیب کے پاس رہنا اور دور رہنا دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے خوب کہا گیا ہے۔

مقام امن دۂ بے غش و رفیق شفیق   گرت مدام میسر شود زہے توفیق

اس لئے ان کی خدمت میں رہ کر کسی پاس کی مسجد یا خانقاہ کے حجرہ میں جہاں سے علیحدہ ہو کر خلوت اختیار کرے، نماز کی جماعتوں کے سوا کبھی نہ نکلے یہ خلوت کبریٰ کہلاتی ہے۔ یہ اگر ممکن نہ ہو تو چادر سر پر سے اس طرح لٹکائے کہ سیدھے اور بائیں کی کچھ اطلاع نہ ہو سکے۔ یہ خلوت صغریٰ کہلاتی ہے۔ غرض کوئی نہ کوئی خلوت میں رہے۔

اے خدا کے ڈھونڈھنے والے! جس کے کارن تو نے یہ سارا سوگ اٹھایا ہے، سب سے پہلے تجھے دنیا کے تمام تعلقات سے ٹوٹ پھوٹ کر ایک کا، ہاں ہاں فقط ایک کا ہو جانا پڑے گا۔ وطن کا اور وطن والوں کا، قرابت داروں کا دوست آشناؤں کا سب خیال دل سے بالکل دھو دینا ہو گا، تو رہے اور خیال یار رہے، غیر کا نام و نشان سب مٹانا ہو گا۔ جاہ طلبی اور علمی مشغلوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا، یہی مشاغل دل کو اپنی طرف مشغول کر کے خدا کا ہونے نہیں دیتے ہیں۔ جب تک تو ان سب کو خیر باد نہ کہے گا خدا نہیں ملے گا۔

پھر رہی ہے دل کے اندر حب رجاہ
کب سماوے اس میں نور لا الٰہ

پھر رہے ہیں دل میں دنیاوی خیال
آئے کیونکر اس میں نور ذوالجلال

دوسرے کے ساتھ وہ شاہِ غیور
جمع ہوتا ہی نہیں اے بے شعور

چاہیے تجھ کو اگر وصل صنم
گھر کو خالی غیر سے کر یک قلم

کھینچ خدمت میں بہت سا انتظار
تا میسر ہو تجھے وصل نگار

دیکھا ہے کوئی بھی ایسا خوبرو
سوت کے جو پاس بیٹھے دوبدو

ہے غنی تر سب شریکوں سے خدا چاہتا ہے یار وہ سب سے جدا

ہے جمال اس کا دوئی سوز اے پسر دوسرے کی تو بھی گردن قطع کر

ہے اگر اس راہ کا تجھ کو خیال غیر حق جو کچھ ہے اس پر خاک ڈال

طبع کو جس جس طرف کا ہے خیال ہے یہی بس مانع راہِ وصال

اور تو اور فرض و سنن کے سوا تجھے سارے درود وظائف و قرآن کی تلاوت ' تفسیر و حدیث کا مطالعہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر کل وساوس سے خالی دل کیا ہوا ' (درود و وظائف و قرآن و حدیث اس لئے چھڑاتے ہیں کہ آگے چل کر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اب لذت نہیں ملتی جب پڑھنے میں لذت ملے گی یوں سمجھئے کہ بگاڑتے ہیں بنانے کے لئے پڑھنا چھڑاتے ہیں لذت کے ساتھ پڑھانے کے لئے)۔ خلوت میں بیٹھ کر اللہ اللہ حضور قلب کے ساتھ ہمیشہ اس طرح کہتے رہے 'اس اسم مبارک کے بغیر کنہ و مثال اور بغیر عربی و فارسی وغیرہ الفاظ کے معنی مقدس سمجھ میں آئے اس کو ذہن میں ایسا محفوظ رکھے کہ دوسرا خیال بجز اللہ کے معنی مقدس کے خواہ نیک ہو یا بد پھر ذہن میں نہ آسکے 'کمالِ توجہ کے ساتھ پوری قوت سے اللہ کے معنی مقدس کے سوا قوت مدوکہ اور حس مشترکہ میں کسی اور چیز کے خیال کو نہ آنے دے۔ شروع شروع میں تو سمجھ کو اس میں تکلف کرنا ہوگا پھر اللہ کے معنی مقدس دل میں ہمیشہ حاضر رہیں گے جیسے لازم و ملزوم سے اور دھوپ آفتاب سے جدا نہیں ہوتی۔ ایسے ہی یہ اللہ کے معنی مقدس کسی حال میں دل سے جدا نہیں ہوں گے۔ وساوس اور خطراتِ نفسانیہ و شیطانیہ سے بچاتے ہوئے ہمیشہ تجھے اس حالت کی حفاظت کرتے ہوئے رہنا ہوگا۔

یہاں تک تو تیرے اختیار میں ہے آگے جو ہونے والا ہے اس کا انتظار کرنا ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اور تیرا ارادہ سچا ہے اور ''تیری محبت کامل ہے اور اس عمل پر تو مداومت کرتا رہا اور شہوات نفسانیہ اور دنیا کے تعلقات تجھے اپنی طرف نہ کھینچے نہ مشغول کئے تو تیرے قلب پر اسرارِ ملکوت کے تجلیات ہونا شروع ہوں گے۔ ابتداءً تو بجلی کی طرح کوندتے رہیں گے ان کو ثبات دوام نہ ہوگا پھر کچھ

دیر تک رہنا شروع کریں گے اور جب غائب ہوں گے تو فوراً واپس ہوں گے اور کبھی دیر میں پھر آ گے جو کچھ ہو گا وہ ایک طرز پر نہیں جیسے اولیاء اللہ کے مراتب کا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی ان کے احوال کا پھر جو کچھ ہو گا وہ سب تیرے آگے آتا جائے گا۔ اس طریقۂ ذکر کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے اول تجھے دنیا کے سارے مشغلوں کی نجاست سے دل کو پاک کر کے بالکل یکسوئی پیدا کرنا ہو گا پھر اللہ کے ذکر اور اس کے معنی مقدس کی دُھن میں محو ہو کر دل کو صاف کرتے ہوئے اور جلا دیتے ہوئے استعداد و قابلیت قبول تجلیات کی پیدا کر کے انتظار کرتے رہنا ہو گا۔

دل کے بیمار کے لئے چند کام کی باتیں

اے دل کے بیمارو! کیفیات و احوال جو اختیار سے خارج ہیں گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں۔ ہرگز نہ ان کے حصول کی فکر میں رہنا نہ ان کے حاصل نہ ہونے سے مغموم ہونا۔ شعر

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب   کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

اگر کسی سے کوئی بات خلاف مزاج پیش آوے صبر و تحمل کیا کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو! خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھالا کرو، جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے۔

دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ حتی الامکان خلوت میں رہو، بدوں ضرورت و مصلحت لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے پیش آؤ اور بعد رفع ضرورت جلد ہی ان سے جدا ہو جاؤ! بالخصوص شناسا دنیا داروں سے بہت بچو! یا تو اہل اللہ کی صحبت ڈھونڈو یا عوام میں ناشناسا لوگوں سے ملو، ان سے ضرر کم پہنچتا ہے۔

اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں تو شیخ سے اطلاع کرو، بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو، سخن پروری کبھی مت کرو۔ بلکہ جب تم کو اپنی غلطی ثابت ہو جائے فوراً اقرار کر لو۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد رکھو اسی سے التجا اور استقامت کی درخواست کیا کرو۔

ہدایت

حرارت عزیزی جب کم ہو جاتی ہے تو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جانا لازمی ہے' دل کی حرارت عزیزی محبت الٰہی ہے۔ اے دل کے بیمارو! تمہارے دل کی حرارت عزیزی بہت کم بلکہ معدوم ہو گئی ہے۔ اسی وجہ سے طرح طرح کے دل کی بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اٹھو محبت الٰہی پیدا کرو تا کہ دل کی حرارت عزیزی اپنے حال پر آ جائے۔ یہ پانچ جز کا نسخہ لو اس کو استعمال کرتے رہو آہستہ آہستہ محبت الٰہی کی حرارت عزیزی حاصل ہو جائے گی۔

خالص توبہ کر کے خدائے تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری تابعداری کیا کیجئے اس لئے کہ جس کا کہا مانتے ہیں اس سے ضرور محبت ہوتی اور جو ہے وہ بڑھنے لگتی ہے۔ پختہ نیت کر لیجئے جیسے بھی ہو خدائے تعالیٰ کی محبت ضرور حاصل کرنی چاہیے' وقت بے وقت دعا کرتے رہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا فرمائے۔ روزانہ کسی وقت تنہائی میں بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو سونچا کرو اور اس کے کمال کی صفتوں کو یاد کیا کرو۔ محسن سے محبت ہونا لازمی ہے۔ ایسا ہی اہل کمال سے محبت ضرور ہوتی ہے۔

خدا کے دوستوں سے علاقہ پیدا کرو۔ آم تخمی دیر میں بار لاتا ہے اور پیوندی بہت جلد' ایسا ہی خدا کے دوستوں کا تعلق بہت جلد خدا کی محبت کا ثمرہ لاتا ہے۔ اگر خدا کے دوست نہ ملیں تو ان کی تلاش میں رہو وہ ملے تک جامع شریعت و طریقت اولیاء اللہ کے سوانح اور ان کی نصیحتیں دیکھا یا سنا کرو' یہ ان کی صحبت کا بدل ہو گا۔ جب ایسے حضرات میسر آ جائیں تو ان کی مجلسوں میں جاؤ اگر ان کے پاس جانا دشوار ہو تو ان سے خط و کتابت جاری رکھو' ان کے پاس دنیا کے جھگڑے مت لے جاؤ' نہ ان سے دنیا ملنے کی نیت سے ملو بلکہ خدا کی محبت ہونے کی نیت سے ملو' خدا کا راستہ دریافت کرو باطنی بیماریوں کا علاج کراؤ۔

روزانہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرو' زیادہ فرصت نہ ملے تو تھوڑی دیر ہی سہی مگر بلاناغہ ذکر ضرور کیا کرو۔ لیکن ذکر اس نیت سے کرو کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو' اکثر لوگ مختلف نیتوں سے ذکر کیا کرتے ہیں اس لئے نفع نہیں ہوتا۔

ہدایت : کلمہ طیبہ یعنی: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' معجون کبیر'' ہے اس میں کل ادویہ کے اجزاء شامل ہیں۔ ہر مریض کے مزاج کے موافق ہے اور تمام امراض کے لئے نافع اور مفید ہے۔ یہ ایسی معجون ہے کہ اس کی مثل دوسری معجون تیار کرنے سے تمام معالج عاجز ہو گئے ہیں اور اطباء روحانی کی عقلیں اس کی شکل میں گم ہیں' یہ وہ معجون ہے کہ جس کو طبیب الٰہی نے ترتیب دیا ہے۔ ائے دل کے

بیمار! اس سے بہتر کوئی دوا نہیں جس قدر تو اس کو زیادہ استعمال کرے گا طرح طرح کے فائدے پائے گا۔

دل کے بیماریوں کا تفصیلی علاج

مرض عصیاں یعنی نافرمانیٔ خدائے تعالیٰ

تشخیص مرض

یہ مرض نہایت خبیث و ناپاک ہے۔ جب یہ موذی مرض کا مادہ مستحکم اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ تب دل کو اس سے وہی نقصان پہنچتا ہے جو جسم کو جنون کے مرض سے پہنچتا ہے یعنی جس وقت مجنون پر جنون کا غلبہ ہوتا ہے شرم وحیا کی اس کو کچھ خبر نہیں رہتی اور نہ اچھے برے میں تمیز کرتا ہے۔ کپڑے پھاڑ کر برہنہ پھرتا ہے اور نجاستوں وغیرہ سے نہیں بچتا ہے یہی حال اس دل کا ہوتا ہے جو فسق و عصیاں کے مرض میں گرفتار ہے۔ ننگ و ناموس کو بالائے طاق رکھ کر نفسانی خواہش کے پیچھے دیوانہ وار پھرتا ہے، عیبوں کو ہنر سمجھتا ہے جس کے باعث آخر کو ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے یہ مرض دل میں گھس کر نیت اور دل کو خراب کر دیتا ہے اور علاج کو بہت کم قبول کرتا ہے۔ اللہ کے احکام کی اتباع سے اس کو بالکل روک دیتا ہے۔ شہوت کی حرارت دل میں اسی مرض سے پیدا ہوتی ہے جس کا ہیجان دل کی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا کر دیتا ہے۔ ایسا مریض خدائے تعالیٰ سے منہ موڑ کر خدا کے دشمن شیطان کا دوست بن جاتا ہے اس میں اور خدا میں دن بدن دوری بڑھتی جاتی ہے گناہ کا زہریلا اثر اس مریض کے دل پر ہوتے جاتا ہے مگر افسوس اس کو اس کی کچھ خبر نہیں ہوتی آخر میں یہ مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔ عقل اور سلامت فطرت اس سے بالکل برباد ہو جاتی ہے۔

اسباب مرض

یہ مرض تقویٰ اور حیاء کی کمی سے پیدا ہوتا ہے یعنی پرہیزگاری قوانینِ صحت کا اصل اصول ہے' جب پرہیزگاری پر احتیاط کے ساتھ قیام نہیں ہوتا تب یہ مرض پیدا ہوتا ہے اور خواہشات نفسانی کا غلبہ اس مرض کو تقویت پہنچاتا ہے۔ ابتداء اس کی شیطانی وسوسوں سے ہوتی ہے۔ اس مرض کا اصلی سبب یہ ہے کہ یہ مریض اللہ تعالیٰ کو بھول گیا ہے۔ جب ہی تو عصیاں اور نافرمانیٔ خدا میں مبتلا ہے۔

علاج مرض

علاج اس مرض کا یہ ہے کہ خواہش نفسانی کی مخالفت کی جائے اور گناہ پر شرمندگی اور ندامت حاصل ہو' اس تدبیر سے یہ مرض دفع ہو جائے گا اگر یہ مرض سخت ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ مراقبہ موت کے سہل سے خلط سوداوی کا اخراج کرے اور ذکر الٰہی کی معجون مقوی سے قلب کے اعضاء دماغی کو قوت پہنچائے اور عبادت الٰہی کے باغ میں تفریح کے واسطے سیر کرائے تاکہ صحت کلی نصیب ہو۔

اسباب مرض میں معلوم ہو گیا ہے کہ خدا کو بھولنے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے' قاعدہ ہے **العلاج بالضد**۔ مرض حرارت سے ہو تو علاج برودت سے کیا جاتا ہے' برودت سے ہو تو حرارت سے علاج کیا جاتا ہے۔ تو اس طرح یہاں بھی علاج بالضد ہونا چاہیے اور نسیاں کی ضد ذکر ہے تو معصیت کا علاج ذکر الٰہی ہوا۔

یا یوں کہیے کہ ہر مرض کا علاج رفع سبب سے ہوتا ہے۔ (خواہ ضد کے ذریعہ سے رفع کیا جائے یا مثل کے ذریعہ سے مگر ازالۂ مرض کے لئے رفع سبب کے نزدیک ضروری ہے) اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مرض عصیاں کا سبب نسیاں ہے تو اس کا علاج یہ ہوا کہ نسیان کو اٹھا دو اور رفع نسیاں مستلزم ہے' وجود ذکر کو تو حاصل پھر وہی ہوا کہ معصیت کا علاج خدا کو یاد رکھنا ہے۔

اب سنو کہ نسیاں کو اٹھانے اور خدا کو یاد رکھنے کی آسان تدبیر یہ ہے کہ گناہ تو خیر بہت ہوتے

ہی ہیں اور سب کا دفعتاً چھوٹ جانا ہر شخص سے آسان بھی نہیں مگر مرض عصیاں کے بیمارو ! اتنا تو کیا کرو کہ ایک وقت تنہائی کا مقرر کرلو اور اس میں خدا کی یاد کرو مگر یاد ایسی ہو کہ زبان اور دل دونوں اس میں شریک ہوں اور صرف زبانی یاد جلدی موثر نہیں ہوتی یاد خدا وہی جلدی رنگ لاتی ہے جو دل و زبان دونوں سے ہو۔ تو صاحب میں آپ سے یہ نہیں کہتا کہ دن بھر کوئی گناہ نہ کرو! میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ سے گناہ چھوٹ ہی نہیں سکتے تو خدا کے لئے اتنا تو کرو ایک وقت گھنٹہ آدھ گھنٹہ یاد خدا کے واسطے مقرر کرلو! لیکن جب اللہ کا نام لینے بیٹھو تو قصداً دل میں کچھ نہ لاؤ اور جو خود آجائے اسے آنے دو' وہ تم کو کچھ مضر نہیں۔

مرض عصیاں کے بیمارو! کم سے کم ایک گھنٹہ تو ایسا نکال لو جس میں اس طرح خدا کی یاد کیا کرو۔ جب تم اس طرح روزانہ ایک گھنٹہ پورا کردیا کرو' اس کے بعد چاہے جس حال میں بھی تمہاری گذرے میں دکھادوں گا کہ چند روز کے بعد عین گناہ کے وقت شرم آوےگی اور گناہ کرتے ہوئے اندر سے کوئی چیز تم کو روکے گی۔ اگر تم نے اس وقت شرم وحیا سے کام لیا اور فائدہ اٹھایا تو مدعا حاصل ہوا اور اگر نفس و شیطان سے مغلوب ہوکر گناہ کر بھی لیا تو فوراً دل کے نور میں کمی معلوم ہوگی جس سے گھبرا کر معاً توبہ کی طرف جھکو گے اور اگلے دن اس حرکت کے بعد خدا کا نام لیتے ہوئے نہایت شرم آوے گی اور سخت صدمہ ہوگا۔ اور کیا کہوں کیا کیا پیش آئے گا۔ آپ ورد کو پورا کرنا چاہیں گے اور گناہ کا خیال آپ کی زبان پکڑے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ذکر کی پابندی کے ساتھ اول تو آپ سے گناہ ہی صادر نہیں ہوسکتے اور اگر ہوئے بھی تو اس حالت سے ہوں گے کہ بعد میں دل پر آرے چلیں گے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ اثر ہوگا کہ ایک ایک کرکے سب گناہ چھوٹ جائیں گے اور جس وقت کوئی لغزش ہوگی فوراً دل پر نشتر سا لگے گا اور توبہ کی توفیق ہوگی اور بدوں توبہ کے چین ہی نہ آئے گا لیجئے یہ اتنا سہل نسخہ ہے جس سے زیادہ سہل و آسان کوئی نسخہ ہو ہی نہیں سکتا اگر کسی سے یہ تدبیر بھی نہ ہوسکے تو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بس اس کے لئے یہی کہا جائے گا۔

اس کے الطاف تو اس عام شہیدی سب پر　　　تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

اس نسخہ کا اور ایک جزو

روزانہ سوچا کرو! کم از کم سوتے وقت ہی سہی کہ آج ہم نے کیا کیا شرارتیں کی ہیں' اس کے بعد سوچو کہ ان پر کیا سزا ہونے والی ہے۔ اس کے بعد سوچو کہ ہم نے اس سزا سے بچنے کی کیا تدبیر کی ہے؟ جب کچھ سمجھ میں نہ آئے تو توبہ کرو اور خوب رو' اسی طرح روزانہ کیجئے اور پھر ایک چلہ کے بعد دیکھئے کہ کتنی کایا پلٹ جاتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس کی بھی کوشش کیجئے کہ آپ کو گناہوں کی مفصل فہرست معلوم ہو جائے جس سے آپ کو گناہ چھوڑنے میں مدد ملے۔

ایک اور جز

ہر کام کے وقت یہ سوچ لیا جائے کہ یہ کام جو میں کر رہا ہوں یا کوئی بات کہہ رہا ہوں' یہ آخرت میں ضرر دینے والی ہے یا فائدہ دینے والی ہے۔ اس سے نجات ہو گی۔ یا نہ ہو گی؟ ہر وقت اس مراقبہ کا خیال رکھئے' چلتے پھرتے بھی اس کو سوچتے رہئے' کھاتے پیتے بھی اور باتیں کرتے ہوئے بھی اور رنج و غصہ میں بھی کوئی کام آپ کا اس مراقبہ سے خالی نہ ہونا چاہیئے' انشاء اللہ ہمیشہ آپ کے خواہشات دبے رہیں گے۔ گناہ صادر نہیں ہوں گے۔ اگر کبھی غصہ اور خواہشات غالب ہونے کی وجہ سے گناہ ہوئے بھی اس وقت آپ بیدار گناہگار ہوں گے' غافل گناہگار نہ ہوں گے۔ یہ بھی ایک بڑی دولت ہے کہ انسان گناہ کے وقت یہ سمجھا ہوا رہے کہ میں نے یہ کام گناہ کا کیا ہے۔ اس کے دل پر ایک چرکا سا لگتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے گرم پانی میں تھوڑا سا ٹھنڈا پانی ملا دو گو اس سے وہ ٹھنڈا نہ ہو جائیگا مگر وہ ویسا گرم بھی نہ رہے گا' تو اس مراقبہ کے ساتھ گناہ کی بھی یہی کیفیت ہو گی۔ مثلاً اس مراقبہ کے وقت اگر آپ غیبت بھی کریں گے تو دل کو مزہ نہیں آئے گا' زبان سے غیبت کریں گے اور دل میں جوتے پڑتے ہوں گے کہ ہائے میں نے یہ کیا کیا' جب اس مراقبہ کی مشق ہو گی تو اس کے بعد توبہ توبہ اور استغفار کو دل چاہے گا۔ پھر آپ دنیا سے جائیں گے نورانی اور روشن ہو کر' چند روز میں کامیابی نہ ہو تو گھبراؤ نہیں ناامید نہ ہو' یہ ایک دن کا کام نہیں ساری عمر کا کام ہے' لگے رہو۔ کوشش کرتے رہو۔

انشاء اللہ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے ' یہ غم ختم ہو گا ' دل مسرور ہو گا۔

ایک اور جز

تائب اور نادم گنہگاروں کے دل بہت نرم ہوتے ہیں ' ہمیشہ وہ خوف الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں ان کی صحبت میں رہا کرو ان کی صحبت ایک نہ ایک دن تائب بنا کر رہے گی۔

ایک اور جز

گناہ ہوتے ہی فوراً توبہ کرو! اور توبہ بھی اس قاعدہ سے کرو جو حدیث میں آیا ہے کہ اول دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھئے ' اس کے بعد توبہ کرے۔ اس طرح توبہ کرنے سے نفس گناہوں سے گھبرا جائے گا کیونکہ نماز نفس کو بہت شاق اور گراں ہے تو جب ہر گناہ کے بعد دو رکعت پڑھنا اپنے ذمہ لازم کر لو گے تو نفس گناہوں سے گھبرا جائے گا کہ کہاں کی علت سر لگی بلکہ شیطان بھی گناہ کرانا چھوڑ دے گا کیونکہ وہ دیکھے گا کہ میں اس سے دس گناہ کراؤں گا تو یہ بیس رکعتیں پڑھے گا۔ گناہ تو توبہ سے معاف ہو جائے گا اور یہ بیس رکعتیں اس کے پاس نفع میں رہیں گے اس لئے وہ گناہ کرانا ہی چھوڑ دے گا۔ کیونکہ وہ نقصان کے لئے گناہ کراتا تھا جب گناہ میں بھی نفع ہونے لگا تو وہ ایسا بے وقوف نہیں کہ آپ کا نفع کرائے وہ گناہوں کا خطرہ ڈالنا ہی چھوڑ دے گا تاکہ تم اتنی رکعتیں نہ پڑھ سکو۔

مرض عصیاں کے لئے دستوں کی دوا

اخیر درجہ میں ایک علاج بتلاتا ہوں جس میں شان بھی نہ جائے گی اور آمدنی بھی نہ گھٹے گی۔ وہ یہ ہے کہ بھائی! جو کچھ کما رہے ہو کماؤ ' جس حالت میں ہو اسی میں رہو۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ گناہ کی اجازت دیتا ہوں بلکہ میں سچی توبہ کو چند دن ملتوی کرتا ہوں تاکہ اگر کامل اصلاح نہ ہو اور نہ سہی تو گو دُر گو تو نہ رہے کچھ تو تغیر کرو۔ اگر دوا نہیں پیتے پرہیز ہی کر لو۔ اگر پرہیز بھی نہیں ہوتا تو دستوں کی دوا ہی

کھالیا کرو۔

کیا کریں بھائی ! اگر مریض ہو کم ہمت ' تو اس کی اتنی تو رعایت خیر طبیب مشفق کر سکتا ہے کہ دوا کے استعمال کو کچھ دن کے لئے ملتوی کر دے اور فی الحال کوئی ایسی تدبیر بتائے جس سے مرض نہ بڑھے ! گو اس سے صحت نہ ہو گی مگر مرض بھی نہ بڑھے گا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی وقت صحت بھی ہو جائے گی۔ لیجئے ایک ایسا دست آور نمک بتائے دیتا ہوں جس میں آپ کی دنیا کا کچھ بھی ہرج نہیں وہ نمک یہ ہے کہ دن بھر تو جو کام کرتے ہو کرتے رہو لیکن سوتے وقت یہ کرو کہ مسجد میں نہیں نہ سہی بلکہ لیٹنے کی جگہ جہاں خلوت ہو بلکہ چراغ بھی گل کر دو تاکہ کوئی دیکھے نہیں اور کرکری نہ ہو۔ دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ اے اللہ ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں ' میں فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہوں ' مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے ' میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی ؟ آپ کے ہی اختیار میں ہے۔ میری اصلاح کیجئے ! اللہ میں سخت نالائق ہوں ' سخت خبیث ہوں ' سخت گنہگار ہوں ' میں تو عاجز ہو رہا ہوں آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں آپ ہی قوت دیجئے ! میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجئے ! اے اللہ جو گناہ میں نے اب تک کئے ہوں انہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرما دے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا لیکن پھر معاف کرا لوں گا غرض خوب برا بھلا اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے سامنے کہا کرو صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔

لو بھئی ! دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔

حضرت ! آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا سامان ہو گا کہ ہمت قوی ہو جائے گی توبہ کے لئے دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔

حضرات ! اور کچھ نہیں تو اتنا تو فائدہ ضرور ہو گا کہ اگر روز روز کی معافی چاہتے رہے تو گناہوں کا بوجھ کچھ تو ہلکا ہوتا رہے گا۔ پھر جتنا رہ جائے گا وہ شاید مرتے وقت توبہ سے جاتا رہے۔

بدرقہ

اس نسخہ کا بدرقہ اس طرح دل کو سمجھانا ہے کہ اے میرے غافل دل ! قطعی طور پر آخرت کی سعادت تیرا مطلوب ہے 'کیا تجھے خبر نہیں ؟ تیرے مطلوب اور مقصود سے دور رکھنے والے گناہ ہیں تو پھر گناہ کر رہا ہے ؟

کب تک گناہوں پر اصرار کرے گا 'شاید تیری تقدیر میں وہ آخرت کی پر لطف زندگی نہیں 'جب ہی تو تو گناہوں پر ایسا اڑا ہوا ہے ' تجھے تیری غفلت گناہوں سے بے پروا بنائی ہوئی ہے 'مگر یاد رکھ یہی گناہ تیرے ابداآباد کی ہلاکت کا باعث ہونے والے ہیں۔ خدا کے لئے سنبھل جا ! تجھے دنیا کی زندگی اور نفس و شیطان دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں کب تک تو ان کے دھوکہ میں رہے گا۔

ایک عارف نے فرمایا ہے۔ جب کسی پر ملک الموت ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اس کو معلوم کراتے ہیں کہ تیری عمر کا یہ آخری وقت ہے 'ایک لحظہ اب آگے پیچھے نہیں ہو سکتا تو اس وقت مرنے والے کو اس قدر حسرت ہوتی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اگر تمام دنیا اس کے پاس ہو تو دیدوں اور ایک ساعت کی مہلت لے لوں اور اس ساعت میں گناہوں سے معافی چاہوں اور کچھ تو عمر بھر کی غفلت کا تدارک کروں ۔ہائے افسوس ! یہ آرزو دل کی دل میں رہ جاتی ہے اور اس کا موقع نہیں دیا جاتا ہے۔

میرے پیارے دل ! کیا تو اس طرح کی حسرت ساتھ لے جانا چاہتا ہے ؟ دیکھ ابھی وقت ہے۔ اب تو دل پر گناہوں کا زنگ چڑھ رہا ہے 'ایک وقت وہ آئے گا کہ یہ زنگ دل کو کھا جائے گا' مہر ہو جائے گی یا موت آجائے گی۔ پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔ اس کے پہلے کچھ تو تدارک کرلے۔ کاش تجھے یاد ہو تا جب تو دنیا میں آرہا تھا۔ پاک اور منزہ دل تیرے پاس امانت رکھا جارہا تھا اور حکم ہو رہا تھا : میرے بندے ! لے یہ دل ہماری امانت ہے ہماری امانت ہم کو ویسی ہی پاک اور ستھری دینا جیسی تو لے رہا ہے۔

ہائے ! اس وقت کیسا ہو گا جب تو دنیا سے جارہا ہو گا ؟امانت میں خیانت کر چکا ہے۔ دل کو نجس و ناپاک بنادیا ہے اور حکم ہو رہا ہو گا میرے بندے ! ہماری امانت لا۔ دیکھیں ہماری امانت کو تو کس طرح رکھا ہے ؟ہائے اس کا کیا جواب دے گا ؟ کچھ تو فکر کر۔

مرض عصیاں کے بیمارو کیا کہیں بادشاہ کو دیکھے ہو کہ وہ نجس اور میلے کپڑے کے نذرانہ کو

قبول کیا ہے؟ پھر خدائے تعالیٰ تمہارے نجس اور میلے دل کو کیسے قبول کرے گا؟ کچھ تو سونچو! جب اس طرح دل کو سمجھاؤ گے تو اس وقت دل میں ندامت کی آگ بھڑکے گی' دل دکھے گا جیسے کوئی اندھیرے میں ہو اور یکایک آفتاب نکل آئے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں اور اس کے مطلب میں کوئی شئے حائل ہے تو وہ اس شئے کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح اس ندامت کے آگ کی روشنی میں گناہوں کے بیمار کو دِ کھتا ہے کہ اس میں اور اس کے مطلوب و مقصود آخرت میں گناہ سَبد سکندر بنے ہوئے ہیں تو وہ ان گناہوں کے مٹانے کے لئے توبہ کرتا اور آئندہ پھر گناہوں میں مبتلا نہ ہونے کا عزم کرلیتا ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دیوانہ نے مرض گناہ کی یہ دوا بتائی ہے

نیاز مندی کی جڑ پشیمانی کے پتے' شکیبائی کی چھال لے کر ان کو توبہ کے ہاون میں کوٹ' ان پر صدق کا پانی ڈال' پھر محبت کی آگ پر جوش دے اور پرہیزگاری کی ہوا سے ٹھنڈا کر' نیاز کے ساتھ پی جا اور کہہ کہ یاالٰہی! میرے گناہ بخش۔ یقین ہے کہ توبہ کے مسہل سے مواد فاسدہ خارج ہوجائیں گے۔

غذا

مرض عصیاں کے بیمارو! ان نسخوں کے ساتھ نیکیوں کی غذا کا استعمال کرو! جیسے رات کی اندھیری دن کی روشنی کے سامنے نہیں باقی رہ سکتی اور صابون و کھاری کے سامنے میل نہیں ٹک سکتا ایسے ہی جب تم آئندہ نیکیاں کرتے رہو گے تو ان نیکیوں کے سامنے تمہارے پچھلے گناہوں کی تاریکی دل پر نہیں رہ سکتی' دن بدن دل تمہارا پاک و ستھرا ہوتے جائے گا' پھر قلب سلیم لئے ہوئے خدائے تعالیٰ سے جاملو گے۔

پرہیز

مرض عصیاں کے بیمار کو لوگوں کے میل جول سے پرہیز کرنا چاہیئے' دنیاوی یا اخروی ضرورتوں کے سوا کسی سے نہ ملے۔

حرام اور شبہ کا کھانا مرض عصیاں کو بڑھاتا ہے اگر کسی میں وہ مرض نہ ہو تو پیدا کرتا ہے۔ اس سے بہت بچنے کی ضرورت ہے۔

بے ضرورت باتیں کرنے سے پرہیز کرے' زیادہ گوئی ہی سے اکثر گناہ صادر ہوا کرتے ہیں۔ ان اسباب سے بھی جو گناہ کے باعث ہوتے ہیں بچتا رہے۔

علامات صحت

مرض عصیاں سے صحت ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس مرض سے غفلت دور ہو جاتی ہے' دل چونک جاتا ہے۔ دنیا کی اصلی صورت سامنے آ جاتی ہے' اس کی پائیداری اور بے ثباتی اور اس کی بے وفائی پیش نظر ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے وہ دنیا سے نفرت کرنے اور آخرت کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔ بجائے گناہوں کے نیک اعمال ہی کیا کرتا ہے اور جو اعمال کرنے کے تھے نہ کیا اور وہ ادا کے قابل ہیں جیسے نماز و روزہ و زکوۃ وغیرہ تو ان کو ادا کر کے اپنے ذمہ کو سبکدوش کرتا ہے۔ اگر حقوق العباد رہ گئے ہیں تو وہ حقوق مستحقوں کو پہنچاتا ہے یا ان سے معاف کرواتا ہے' توبہ کئے ہوئے گناہوں میں پھر مبتلا ہونے کے خوف سے ایسا ڈرتا ہے جیسے کوئی جسمانی بیمار بدپرہیزی سے سخت نقصان اٹھا کر بدپرہیزی سے ڈرتے رہتا ہے۔

آخر دم تک اسی توبہ پر قائم رہنے کا رہ رہ کر اس کو خیال آتا ہے' اس کے لئے جہاں تک اس سے ہو سکتا ہے کوشش کئے جاتا ہے۔ باوجود اس کے احتیاط کے اگر کبھی اس سے کوئی لغزش ہو گئی تو اس کے ندامت اور افسوس کی کوئی حد نہیں رہتی' آئندہ کے لئے ترک معاصی پر پھر جذم کرتا ہے' توبہ کے پھٹے ہوئے کپڑے کو گناہوں کی جگہ نیکی کر کر کے پیوند لگاتا ہے' نفس پر بدگمان ہے' کبھی اس پر اعتماد نہیں کرتا اس کی ہر بات کو شبہ کی نظر سے دیکھتا رہتا ہے۔

حُب دنیا!

تشخیص مرض

امراضِ روحانیہ میں سے حُب دنیا اول درجہ کا مہلک اور بدترین مرض ہے۔ دل کے اکثر باطنی امراض اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں، جب یہ مہلک مرض کا مادہ مستحکم اور مضبوط ہو جاتا ہے تب دل کو اس سے وہی نقصان پہونچتا ہے جو جسم کو یرقان کے مرض سے پہونچتا ہے۔ یعنی جس وقت یرقان کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ مریض پست ہمت، کمزور اور بدمزاج ہو جاتا ہے، آنکھوں کی رنگت زرد ہوتی ہے ہر ایک چیز زرد دکھائی دینے لگتی ہے، منہ کا مزہ تلخ ہو جاتا ہے، آخر ہڈیاں وغیرہ جیسے ردی علامات پیدا ہو کر مریض کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

یہی حال اس دل کا ہوتا ہے جو حب دنیا کے مرض میں گرفتار ہے، آخرت کے کاموں میں پست ہمت ہو جاتا ہے اور ایسا کمزور بن جاتا ہے کہ چھوٹی سی چھوٹی عبادت بھی پہاڑ جیسی معلوم ہونے لگتی ہے۔ مخلوق اور موجودہ چیزوں کے تعلقات، دنیا کے تمام جھگڑوں اور بکھیڑوں کی وجہ سے اور ضروریات سے زیادہ دنیا کمانے کی تدابیر و شغلوں میں لگ کر طرح طرح کی پریشانیوں سے بدمزاج ہو جاتا ہے۔ ناپائیدار مشغلوں میں ایسا پھنس جاتا ہے کہ آگے پیچھے اور امید معاد کی کچھ خبر نہیں رہتی اور ظاہر و باطن دونوں دنیا ہی کے ہو رہتے ہیں۔ قلب تو محبت دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور بدن اس کی اصلاح و تدبیر میں مصروف۔ اس شخص کو دیکھتے ہی اس کے حُب دنیا کے مرض میں مبتلا ہونے کا ایسا یقین آتا ہے جیسے یرقان کے مریض کی آنکھ دیکھنے سے یرقان کا۔ دنیا دل میں ایسے گھر کر جاتی ہے کہ ہر چیز دنیا ہی کے لئے کیا کرتا ہے۔ اس کی عبادت بھی دنیا ہی کے لئے ہوتی ہے جیسے یرقان میں ہر چیز زرد دکھائی دیتی ہے، ایسے ہی حب دنیا کے مرض میں ہر جگہ ہر شئے میں دنیا ہی دنیا نظر آتی ہے۔

اگر یہ مریض پھر بھی نہ سنبھلا اور اپنی خبر نہ لیا تو اس کے دل کے منھ کا مزہ بگڑ جاتا ہے، عبادت اور اطاعت الٰہی جیسی شیریں چیز تلخ معلوم ہونے لگتی ہے، آخر ہڈیاں وغیرہ جیسے ردی علامات پیدا ہو جاتے ہیں جس طرح حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک رات مجھے ایک تاجر کے پاس رہنے کا اتفاق ہوا، جس کے پاس سامان تجارت تھا اور بہت سے غلام خدمتگار تھے اس نے تمام رات میرا سر کھایا کہ اس وقت میرے پاس اتنا مال ہے اور میری فلاں شریک ترکستان میں ہے اور کچھ سامان

تجارت ہندوستان میں ہے اور فلاں زمین کا قبالہ ہے 'فلاں سامان کا ایک شخص ضامن ہے 'کبھی کہتا ہے کہ اسکندریہ جانے کا خیال کررہا ہوں وہاں کی آب و ہوا اچھی ہے 'کبھی کہتا نہیں وہاں کا دریا خطرناک ہے 'پھر کہنے لگا : سعدیؒ مجھے ایک سفر اور درپیش ہے اگر وہ پورا ہو جائے تو پھر بقیہ زندگی قناعت کے ساتھ گوشہ نشیں ہو کر گذاروں گا۔ میں نے پوچھا وہ کونسا سفر ہے ؟ کہا فارس کی گندھک چین میں لے جانا چاہتا ہوں کیونکہ سنا ہے اس کی بہت قیمت ہے اور چینی گلاس روم میں لے جا کر فروخت کروں گا اور دیبائے رومی ہندوستان میں اور فولاد ہندی حلب میں اور حلبی شیشہ یمن میں اور یمنی چادر فارس میں 'اس کے بعد میں سفر ترک کر کے ایک دوکان میں بیٹھ جاؤں گا۔ ابھی بھی ترک دنیا کا ارادہ نہیں دوکان ہی میں بیٹھنے کی نیت ہے۔

غرض وہ تاجر اس قسم کے خیالی پلاؤ پکاتا رہا۔ جب دنیا کے مریض کو بھی اس طرح کا ہذیان پیدا ہو جاتا ہے 'اگر پھر بھی علاج نہ کیا تو ہذیان کے آخری درجہ میں پہونچ جاتا ہے 'ہذیان کے اس درجہ میں مریض آخرت کا اور آخرت میں پیش آنے والے واقعات کا مذاق اڑاتا ہے 'جنت اور دوزخ سے مسخر کرتا ہے۔

یہ ردی علامات پیدا ہو کر حُب دنیا کے مریض کے دل کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

امراض کے اقسام

امراض دو قسم کے ہوتے ہیں : ایک وہ مرض جس کے مرض ہونے کی اطلاع مریض کو ہو 'دوسرا وہ مرض ہے جس کے مرض ہونے کی اطلاع ہی نہ ہو۔ ایسا مرض زیادہ مہلک ہوتا ہے۔ اس وقت جن امراض میں گفتگو ہے ان کی مختصر سی فہرست تو ہر شخص کے ذہن میں ہے لیکن بعض امراضِ باطنی ایسے بھی ہیں کہ وہ ان سب کی جڑ ہیں۔ اس لئے سب سے اول فہرست امراض میں ان کا نام ہونا ضروری ہے مگر ہم کو ان کی طرف التفات بھی نہیں 'نہ ہماری فہرست امراض باطنی میں کہیں ان کا شمار ہے اور یہ بہت بڑی غفلت ہے۔

وہ چھپا ہوا مرض جس کی اطلاع خود بیمار کو بھی نہیں حُب دنیا ہے یعنی دنیا میں منہمک ہونا ہے۔ آپ جس سے چاہے دریافت کر لیجئے معلوم ہو جائے گا کہ کسی نے اس کو مرض نہیں سمجھا حالانکہ یہ ایسا عام مرض ہے جس میں قریب قریب سب مبتلا ہیں اور ایسا قوی ہے کہ سب امراضِ باطنی اسی کی فرع

ہیں۔

تشخیص میں غلطی

حُب دنیا کو مرض نہ سمجھنے کی وجہ سے اس کی تشخیص میں لوگوں نے غلطی کی ہے‘ حُب دنیا اور کسب دنیا میں فرق نہ کرکے یہ سمجھتے ہیں کہ اطباءِ روحانی ہم کو دنیا کے لینے سے بالکل روکتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہم مسجد کے ملا ہوکر بیٹھ رہیں‘ بے گھر ہو جائیں اور جو کچھ ہے برباد کردیں حالانکہ اطبائے روحانی کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کماؤ مگر بالکل دنیا میں کھپ مت جاؤ! اس کی محبت چھوڑ دو۔ دل سے بے تعلق ہو جاؤ ورنہ دنیا کو گھر سمجھنے لگوگے تو آخرت کو بھول جاؤ گے۔ دنیا میں کھپ جانا بولو یا حُب دنیا کہو وہی ہے۔ جس میں ترکِ آخرت ہو یہی مرض روحانی ہے۔ رہا کسب دنیا اس کو نہ حب دنیا کہتے ہیں نہ دنیا میں کھپ جانا‘ اس لئے وہ مرض نہیں ہے پس دنیا کمانا جائز ہے‘ دنیا میں کھپ جانا ناجائز ہے۔ جیسے پائخانہ کمانا برا نہیں پائخانہ کھانا برا ہے۔ کسب اور حُب میں یہی فرق ہے یا یوں سمجھئے کہ ایک تو پائخانہ میں بضرورت طبیعت بیٹھنا اور ایک پائخانہ کو پچارا سمجھ کر اس میں جی لگا کر بیٹھنا۔

ایک صورت جائز دوسری ناجائز۔ اسی طرح دنیا کمانا تو جائز لیکن دنیا کو مرغوب ومحبوب سمجھنا حرام‘ میں پھر کہتا ہوں کہ اطبائے روحانی دنیا کا کام کرنے سے منع نہیں کرتے مگر وہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں دل نہ لگاؤ! کام سب کرو مگر جی اترا ہوا ہونا چاہیے۔ دل کھپا دینا یہی زہر ہے‘ یہ وہ بلا ہے کہ اس سے اندیشہ ہے کہ مرتے وقت بھی غالب ہوکر اللہ رسول کے نام سے بالکل بے تعلّقی نہ ہو جائے‘ لہٰذا جہاں تک ہوسکے اس کی کوشش کرو کہ دنیا میں دل لگا ہوا نہ ہو‘ دل کو خدائے تعالیٰ ہی سے لگاؤ۔ ہاتھ سے کام کرو کچھ حرج نہیں۔

شعر

گرت مال وزر ہست زرع وتجارت　　　جو دل باخدا ایست خلوت نشینی

غرض دنیا کو قلب میں سے نکالئے ہاتھ سے دنیا کو نہ نکالئے ہاتھ سے نکالنے کو اطبائے روحانی نہیں کہتے ہیں۔ مولانا نے مثال دی ہے ' فرماتے ہیں۔

آب در کشتی ہلاک کشتی است　　　　آب اندر زیر کشتی پشتی است

کیا عجیب مثال ہے؟ پانی اگر کشتی کے نیچے ہو تو اس کے جاری ہونے کا سبب ہے اگر وہ نہ ہو تو چل نہیں سکتی اور جو کشتی کے اندر پہونچ جائے تو ہلاک کر دے۔

دنیوی متاع کی مثال پانی کی سی ہے۔ اگر دل سے باہر رہے تو دین میں معین ہے اور جو دل میں گھس جائے تو باعث ہلاکت ہے تو دنیا میں کھپ جانا ایسا مرض ہے کہ اس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ سے غفلت ہو جاتی ہے پھر اس سے جو برا کام نہ ہو وہ تھوڑا ہے اس لئے مولانا فرماتے ہیں۔

چیست دنیا از خدا غافل بودن　　　　قماش و نقرہ و فرزند و زن

اس مرض کا مریض جس طرح سے دنیا ہاتھ آتی ہے لیتا ہے ' خدا کی نافرمانی کا اس کو کچھ خیال ہی نہیں رہتا ' دین کی کچھ فکر ہی نہیں رہتی باوجود آخرت کے قائل ہونے کے کبھی اعمال میں آخرت یاد نہیں آتی ' نہ اس کے لئے کچھ سامان کی فکر ہوتی ہے۔

اگر کسی کو آخرت کا خیال آیا بھی تو اسی وقت تک رہتا ہے جب تک دنیا سلامت رہے۔ اگر دنیا کا نقصان کسی وجہ سے ہو گیا تو وہ آخرت کو خیر باد کہہ دیتا ہے گویا یہ مریض خدا کی اطاعت و عبادت محض اس خوشامد سے کرتا ہے کہ وہ ان کی دنیا کو سنوارتے رہیں اور اگر دین پر عمل کرتے ہوئے اتفاقاً دنیا بگڑ جائے تو یہ خدا سے بھی بگڑ بیٹھتا ہے۔ ہمیشہ دین پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ گو کسی کو یہ مرض اعلیٰ درجہ کا نہ ہو مگر جس درجہ کا بھی ہو وہ معمولی بات نہیں بلکہ سخت چیز ہے کیونکہ اس ادنی درجہ کا بڑھ جانا کیا مشکل ہے؟

زکام کھانسی اولاً معمولی درجہ کی ہوتی ہے پھر وہی رفتہ رفتہ دق اور سل کی صورت اختیار کر لیتی ہے جب کہ اس کو معمولی سمجھ کر ٹال دیا جائے ' اسی طرح افیون و تمبا کو شروع میں قلیل مقدار

سے کھایا جاتا ہے ' پھر وہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو شخص ایک رتی افیون کھانے والا تھا سال کے بعد وہ کئی ماشے کھانے لگتا ہے کیونکہ نشہ کی چیز میں خاصیت ہے کہ وہ خود بخود بڑھتی ہے۔ حُب دنیا میں بھی ایک نشہ ہے ' جیسے مشہور ہے کہ سو روپیہ میں ایک بوتل کا نشہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حب دنیا روز بروز ترقی کرتی رہتی ہے اس لئے گو مرض حب دنیا کسی درجہ کا بھی ہو اس کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔

اے حب دنیا کے مریض ! تو خود غور کر کے دیکھ لے تیری مجلس میں صبح سے شام تک دنیا ہی کا چرچا رہتا ہے ' دین کا ذکر ہی نہیں آتا۔ انسان اسی کا زیادہ ذکر کیا کرتا ہے جس سے اس کو زیادہ محبت ہوتی ہے 'اس سے کیا تو اندازہ نہیں لگا سکتا کہ تو حب دنیا کے مرض میں مبتلا ہے ؟ ہائے تیرا کیسا ہو گا ! تو مریض ہے اور اپنے کو تندرست جانتا ہے ' جتنی محبت دنیا کی ہے آخرت کی وہ محبت اور اس کا اتنا شوق نہیں ہے۔ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ کر وہ دیکھ لے کہ دنیا کے قیام کی بابت تو کیا کیا خیالات پکاتا ہے ہم یوں رہیں گے ' یوں بسیں گے ' شادی ہو گی ' جائیداد ہو گی ' یوں ہم ملازم ہوں گے ' یوں عہدے لیں گے وغیرہ وغیرہ۔

اب انصاف سے دیکھ لے کہ آخرت کے متعلق بھی کبھی ایسی امنگیں ہوئی ہیں کہ مر جائیں گے تو یوں خدا کے سامنے جائیں گے ' یوں جنت ہو گی ' اس میں باغات اور مکانات ہوں گے ' یوں حوریں ہوں گی۔ غالباً کبھی بھی یہ امنگیں نہیں ہوتیں تو دنیا کی جتنی محبت ہے اگر آخرت کی محبت اتنی ہوتی تو جیسی یہاں کی زندگی کے متعلق دل میں خیالات پیدا ہوتے ہیں اور ان کے لئے تیاری اور کوشش کرتا ہے ایسی ہی وہاں کی زندگی کے متعلق بھی تو کچھ خیالات پیدا ہوتے اور ان کے لئے کچھ تو تیاری اور کوشش کیا کرتا۔ جب ایسا نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ حب دنیا کے مرض میں گرفتار ہے۔

ہائے افسوس ! تیرا وطن آخرت ہے مگر تو نے اپنے لئے دنیا کو وطن بنا رکھا ہے۔ اپنے لئے اور اپنے ہر عزیز کے لئے دنیا ہی دنیا چاہتا ہے۔ اور دنیا سے کچھ ایسی دل بستگی ہے کہ گویا تجھکو ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ خدائے تعالیٰ سے منہ موڑ کر سب سے تعلق بڑھا کر ' بکھیڑوں میں پڑ کر معاملات میں گھس کر اللہ تعالیٰ سے غافل ہے پھر بھی تو اپنے کو
حُب دنیا کے مرض میں مبتلا نہیں سمجھتا ہے۔ ہائے یہ کیا غضب کر رہا ہے۔ اے حُب دنیا کے مریض ! آ ہم تجھے تیرے مریض ہونے کی ایک اور علامت بتاتے ہیں : جب کوئی کام تو دنیا کا کرتا ہے اور وہ خلاف

شرع ہوتا ہے اور اس کے کرنے سے تجھکو دنیا کا فائدہ ہے مگر شریعت اس کو منع کرتی ہے تو اب تعارض ہوا دین میں اور دنیا میں۔ اب اگر تونے نفع دنیا پر خاک ڈال دی اور دین کو اختیار کیا تو سمجھا جائے گا کہ محبت الٰہی تجھ میں غالب ہے۔

اور اگر دنیا کو لے لیا اور شریعت کو پس پشت ڈال دیا تو سمجھا جائے گا کہ حُب دنیا غالب ہے'

اے حُب دنیا کے مریض! اب اپنی حالت کو دیکھ کر جب دنیوی معاملات واقع ہوتے ہیں تو کیا کیا کرتا ہے۔ دنیا کو ترجیح دیا کرتا ہے خواہ آخرت کا نقصان ہو جائے۔ باتیں بنا بنا کر اور تاویلیں کر کر کے دین کو چھوڑتا اور دنیا کو لیتا ہے۔ تو کیا یہ علامت تیرے مریض ہونے کی نہیں ہے؟ ہائے! کب تو اپنے کو مریض سمجھے گا اور کب علاج کے لئے کوشش کرے گا۔

اسباب مرض

یہ مرض حظوظ پرستی اور نفس پرستی یعنی نفس کی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھنے اور ہَوس کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے۔ غفلت' امورِ آخرت سے کاہلی اس مرض کو تقویت پہنچاتی ہے۔ ابتداء اس کی فضول تعلقات اور فضول اخراجات بڑھا رکھنے سے ہوتی ہے۔ اس مرض کا اصلی سبب یہ ہے کہ اس کے مریض میں نسبت مع اللہ راسخ نہیں ہوتی ہے اس لئے وہ نسبت مع اللہ کے خواص و آثار سے بھی خالی ہوتا ہے۔ دل خالی رہنے کے لئے نہیں بنایا گیا ہے! یہ نہیں تو بجائے اس کے دنیا کی محبت اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔

علاج مرض

علاج اس مرض کا یہ ہے کہ موت کو یاد کیا کرے کیونکہ اس مرض سے صحت ہونے کے لئے حظوظ کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔ موت کو یاد کرنا ہی ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے حظوظ کم ہو جائیں گے اور لذتوں کی جڑ اُکھڑ جائے گی۔ سہل ترکیب موت کے یاد کرنے کی یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے مراقبہ موت اس طرح کیا کرے کہ ایک دن مجھ کو مرنا ہے اور خدا کے سامنے جانا ہے' پھر ایک دن میرا حساب ہوگا اگر اچھی حالت ہے تو بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی ورنہ سخت سخت عذاب ہوں گے۔

مرنے کے بعد قبر میں مجھ سے سوال ہوگا اگر اچھے جواب دوں گا تو ابد الآباد کا چین ہے ورنہ سدا کی تکلیف ہے۔

پھر مجھے قیامت کو اٹھنا ہے اس روز تمام نامۂ اعمال سنائے جائیں گے ' میزان میں اعمال تلیں گے۔ اگر خدانخواستہ میری ناشائستہ حرکات بڑھ گئیں تو فرشتے کشاں کشاں مجھے جہنم کی طرف لے جائیں گے ' مجھے پل صراط سے گذرنا ہوگا ' پھر آگے جنت ہے یا دوزخ ' غرض سارا عالم یعنی مشغلہ میں مبتلا ہے۔ کوئی کسی دھن میں ہے کوئی کسی دھن میں ' ہائے یہ کسی کو یاد نہیں کہ ایک دن ہم نہ ہوں گے اس مراقبہ سے انشاء اللہ حُب دنیا کا مرض زائل ہو جائے گا۔ ایک دن اپنا یہاں سے جانا رہ رہ کے یاد آئے گا ' آخرت سے تعلق ہوگا اور دنیا سے دل سرد ہو جائے گا۔

اس نسخہ کا اور ایک جز

فنائے دنیا کو سوچتا رہے اور اس کی بے ثباتی کو ہمیشہ یاد رکھے ' ہم نے مانا کہ دنیا حسین بھی ہے ' ہر طرح کی اس میں راحت بھی ہے ' سب ہنر ہیں لیکن اس دنیا میں ایک عیب ایسا ہے کہ جس نے سب خوبیوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے۔ آپ دیکھتے ہوں گے کہ کیسے کیسے بڑے بڑے مکانات اجڑے پڑے ہیں ' ان کے رہنے والوں کے دلوں میں کیا کیا تمنائیں ہوں گی ' کیسی کیسی آرزوئیں ہوں گی۔ ہائے وہ سب آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ دنیا ختم ہو گئی۔

کل "ہوس" اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے　　　خوب ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے

گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجئے زندگی　　　اس طرف آواز طبعی ادھر صدائے کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہوئے گلگوں کا دور　　　شب ہوئی تو ماہرویوں سے کنار و بوس ہے

سنتے ہی "عبرت" یہ بولی ایک تماشہ میں تجھے
چل دکھاوں تو جو قید از کا محبوس ہے

لے گئی ایکبار گی گورِ غریباں کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدیں دو تین دکھا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی ان کے ساتھ غیر از حسرت افسوس ہے

یہ دارا سکندر وہ تھے جو کبھی تمام دنیا پر حکومت کرتے تھے 'ہائے آج ان میں اتنی بھی قوت نہیں کہ اپنی قبر سے پیشاب کرنے والوں کو ہٹادیں۔اے حب دنیا کے مریض ! ایک اور قطعہ بھی سن لے ۔

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو آ گیا
یکسر وہ استخوانِ شکستہ سے چور تھا

بولا سنبھل کے چل تو ذرا راہ بے خبر
میں کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا : ابوہریرہ آؤ 'ہم تم کو دنیاد کھاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ایک ایسے مقام پر لیجا کر کھڑا کر دیا جہاں انسان کی کھوپڑیاں اور گوہ اور کچھ کپڑوں کے چندیاں اور جانوروں کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ منظر دکھا کر فرمایا۔ سنو ! ابوہریرہ اُن کھوپڑیوں میں ویسی ہی حرص تھی اور طرح طرح کی آرزوئیں تھیں جیسے تمہارے سروں میں ہے۔ سب رہ گیا آج بے چمڑے کی ہڈیاں رہ گئی ہیں 'کل راکھ ہو جائیں گی۔اور یہ گوہ طرح طرح کے کھانے ہیں جس کو وہ کس کس مشقت سے کہاں کہاں سے کمائے تھے 'ایک رات پیٹ میں رہے آج ایسے ہوگئے کہ لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور دور دور بھاگتے ہیں اور یہ پرانی چندیاں وہی بیش قیمت تھان ہیں جن کا وہ لباس بنا کر پہنتے اور اتراتے پھرتے تھے۔

آج وہ کسمپرسی کی حالت میں ہیں، ہوائیں ان کو اڑا کر ٹھکانے لگارہی ہیں اور یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہیں جن پر وہ سوار ہو کر اکڑا کرتے تھے۔ وہ رہے نہ ان کی سواریاں۔ ابوہریرہ یہ ہے دنیا اور دنیا کا انجام۔

اے حب دنیا کے بیمارو! تم نے سنا یہ ہے دنیا کی حقیقت۔ وہ دن کب آئیں گے تم پر دنیا کی حقیقت کھلے گی۔ کچھ نہیں؟

اے حب دنیا کے بیمارو! تم نے آخرت کو پہچانا ہی نہیں ورنہ اس کی طرف پوری توجہ کرتے، بلکہ دنیا کو بھی نہیں پہچانا، ورنہ اس کی طرف رُخ بھی نہ کرتے۔ دنیا ہی کو پہچان لو! اسی کو سوچو۔

اگر دنیا کی پوری حقیقت ہی سمجھو تو پھر اس مردار کا نام بھی نہ لو۔ تم جو دنیا کے عاشق ہوئے ہو، ذرا اس کو دیکھو تو سہی اس کی تو ایسی مثال ہے جیسے پاخانہ پر چاندی کے ورق لگے ہوئے ہوں اور کوئی اس کو حلوہ سمجھ کر تاک میں بیٹھا ہو۔ یا کسی چڑیل بڑھیا کو لال ریشمی لباس پہنا دیا گیا ہو اور نقاب سے منہ ڈھانک دیا گیا ہو اور کوئی اس کو حسین خوبصورت سمجھ کر محبت کا دم بھرنے لگے مگر جب برقعہ اٹھے گا اس وقت اس محبت کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

حکایت

ایک عارف نے دنیا کو خواب میں دیکھا کہ بڑھیا ہے مگر ابھی تک باکرہ۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تو نے اتنے خصم کئے اور اب تک کنواری ہی رہی؟ کہا: جو مرد تھے انہوں نے مجھے منہ نہیں لگایا اور جو میرے عاشق تھے وہ نامرد تھے ان کو میں نے منہ نہیں لگایا۔ اس لئے اب تک کنواری ہی ہوں۔

اے حُب دنیا کے بیمارو! تم دنیا کو برقعہ کے اوپر سے دیکھ کر اس کے عاشق ہو گئے ہو اور اہل اللہ نے برقعہ اٹھا کر اسے دیکھا ہے اس لئے وہ نفرت کرتے ہیں۔

ذرا تم دنیا و آخرت دونوں کے برقعے کھول کر دیکھو تو دنیا سے نفرت اور آخرت کی طلب ہو جائے گی۔

دنیا ظاہر میں خوبیوں سے مزین ہے مگر اندر گوہ، موت اور سانپ، بچھو بھرے ہوئے ہیں اور

آخرت ظاہر میں ناگوار امور اور مصیبتوں سے گھری ہوئی ہے مگر اندر نہایت حسین، دلفریب محبوبہ ہے جس کی ایک نگاہ کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم بھی کوئی چیز نہیں۔

حضرت! دنیا کی بالکل ایسی ہی حالت ہے۔

حال دنیا رابہ پرسیدم من از فرزانہ   گفت یا خوابے است یا بادے است یا افسانہ

باز گفتم حالِ آں کس گو کہ دل دروے بے بست   گفت یا غولے است یا دیویست یا دیوانہ

جب اس طرح دنیا کی بے وفائی اور بے ثباتی کو پیش نظر رکھو گے تو حُب دنیا کا مرض بالکل تم سے زائل ہو جائے گا۔

ایک اور جز

کسی شئے کو اپنا نہ سمجھو، ہمیشہ آخرت کا دھیان اور دھن لگی رہے، اس سے اول تو تم راستہ سے ہٹو گے نہیں اور اگر ہٹو گے بھی تو فوراً جلد متنبہ ہو کر راستہ پر لگ جاؤ گے۔

ایک اور جز

جنت کے حالات اور وہاں کی نعمتوں کو سوچا کرو! اس سے آخرت کی طلب پیدا ہو گی، دنیا کی طرف سے توجہ ہٹ جائے گی رہ رہ کر یہ خیال آئے گا کہ حق تعالیٰ ہماری ذرا سی طلب پر اتنی بڑی جنت دیں گے اور طلب دنیا پر کچھ بھی وعدہ نہیں تو پھر ہم کو دنیا میں کھپنے سے کیا فائدہ؟

ایک اور جز

خدائے تعالیٰ کی محبت پیدا کرو' یہ کتابوں سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کا طریقہ وہ ہے جو ایک شاعر کہتا ہے خوب کہا ہے۔

نہ کتابوں سے وعظوں سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اس کے لئے عاشقان الٰہی کی صحبت کی ضرورت ہے اس لئے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو۔ گاہے گاہے ان سے ملتے رہو۔ ان کے پاس بیٹھا کرو ان کی باتیں سنو' ان سے تعلق رکھو اگر یہ میسر نہ ہو تو اولیاء اللہ کے تذکرے ان کی صحبت کے قائم مقام ہیں' سنا اور دیکھا کرو۔ ان کی صحبت تم میں ایک نہ ایک دن خدائے تعالیٰ کی محبت پیدا کر کے رہے گی۔

بدرقہ

اس نسخہ کا بدرقہ اس طرح دل کو سمجھانا ہے کہ اے دل' او دنیا پر مٹنے والے دل ! تو ایک دن دنیا کو چھوڑنے والا ہے' تھوڑی سی زندگی ہے اس نے تجھ کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے' یہ چند روزہ زندگی ہے دنیا کا عیش و نشاط آخرت کے رنج و عذاب کے مقابلہ میں حبس دوام کے قیدی کے لئے رات کا احتلام ہے۔

اے دل ! پھر اس پر یہ غرور یہ غفلت آخر تا کے بڈھا ہو کر کیا پھر جوان ہونا ہے ؟ تجھے آخرت کا کچھ خیال ہی نہیں' وہاں کے سامان کی کچھ فکر ہی نہیں' دیکھ اب وقت جاتا ہے۔ ایک دن وہ آتا ہے کہ تو قبر کے گڑے میں پڑا ہو گا' دنیا کو اور دنیا کے دیکھتے کے دیکھتے دیدہ بدلنے کو یاد کر کر کے روتا رہے گا۔ میرے پیارے دل ! کیا تجھ کو اس کی خبر نہیں کہ اسرافیل علیہ السلام صور منہ میں لئے کھڑے ہیں کان لگائے نگاہ جمائے ہوئے ہیں کہ حکم ہوتے ہی صور پھونک دیں۔

اے دل ! جب یہ حالت ہے تو پھر تجھکو چین کیسے آتا ہے ؟ جب صور پھونکا جائے گا جو جس حال میں ہو گا وہ اسی حال میں رہے گا۔ لقمہ لیا ہوا نگل نہ سکے گا' کپڑا پہن رہا ہے تو پہن نہ سکے گا' پی رہا ہے تو پی

نہ سکے گا۔ ادھر تڑاتڑ ہر چیز ٹوٹنے لگے گی' جو کچھ عالم میں ہے سب نیست و نابود ہو جائے گا۔ خدا کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا' **لمن الملک الیوم**۔ وہ کہاں ہے جو ہمارے خلاف کیا کرتے تھے' دنیا پر مرمٹتے تھے' اس دن کو بھولے ہوئے تھے پھر خود ہی فرمائے گا۔ **للہ الواحد القہار**۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا سب اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے' میدانِ قیامت میں کھڑے ہوں گے' ہر ایک نفسی نفسی کہہ رہا ہو گا کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔

ایسے میں ایک بڑھیا آئے گی' بدصورت' نیلی آنکھیں' بڑے بڑے دانت باہر نکلے ہوئے' تمام خلق کہے گی۔ نعوذ باللہ یہ کون کمبخت ہے؟ سب اس کی طرف سے منہ پھیر لیں گے۔

حکم ہو گا آج کیوں اس سے منھ پھیر رہے ہو؟ یہی تو دنیا ہے اس پر کیسے تم گرتے تھے۔ اسی چڑیل کی وجہ سے آپس میں حسد و دشمنی کرتے تھے' اس کی وجہ سے آپس میں خونا خونی ہوتی تھی نہ قرابت کا پاس ہوتا تھا نہ دوستی کا خیال۔

اس وقت سب کو یاد آ جائے گا ہمارا مولا سچ فرماتا تھا۔ **غرتھم الحیوٰۃ الدنیا**۔ بے شک دنیا کی زندگی ہم کو دھوکے میں رکھی تھی۔ ہائے ہم! کچھ نہیں سمجھے تھے کہ دنیا کیسی ہے' جب دنیا دوزخ میں ڈال دی جائے گی تو وہ کہے گی میرے دوست بھی میرے ساتھ کر دیئے جائیں' اس کی درخواست قبول کر لی جائے گی۔ دنیا کے چاہنے والے بھی دنیا کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

میرے پیارے دل! کیا تجھ کو اس دن کا انتظار ہے دوزخ میں دنیا کے ساتھ رہنا چاہتا ہے' اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کیوں دنیا میں کھپا ہوا ہے' آخرت کو بھولا ہوا ہے۔ میرے پیارے دل! خدا کے لئے سنبھل اور اپنی خبر لے۔ دنیا کی بے وفائیاں اور اس کی بے ثباتیاں تجھ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہی ہیں۔ ہائے تو جاگتا ہی نہیں' اگر جاگتا ہی ہے تو لوگوں میں تیرا اس طرح چرچا ہونے کے پہلے ہی جاگ کہ فلاں بیمار ہے۔ چو طرف سے طبیب آ رہے ہیں علاج ہو رہا ہے شفا کی امید نہیں پھر تیرا اس طرح ذکر ہو رہا ہے کہ فلاں کی حالت بہت نازک ہے وصیت بھی کر دیا ہے' مال پر توڑے کر دیئے گئے ہیں تو ہر چیز کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے پھر زبان بند ہو گئی ہے۔ پہچان بھی نہیں رہی ہے۔ دیدے چھت کو لگ گئے ہیں تیرے اہل و عیال تیرے اطراف کھڑے رو رہے ہیں تجھ' کو دکھایا جا رہا ہے کہ یہ تیرا بیٹا ہے یہ تیری بیوی ہے زبان پر مہر لگ گئی ہے کچھ کہہ نہیں سکتا ہے۔ پھر یکایک بستی میں یہ خبر گشت کرتی ہے کہ تو مر گیا ہے' تیرے اعضاء سے روح نکال کر فرشتے لے جا رہے ہیں اور تیرا جسم لوگوں کے ہاتھوں میں

بے کفن لایا جارہاہے پھر تجھے غسل دیا گیااور کفن پہنایا گیا۔ حاسد راحت میں ہوگئے ہیں۔ ورثاء تیرے مال کی تقسیم کے لئے منصوبے دل ہی دل میں کررہے ہیں تو شہر خموشاں میں پڑا ہوا اپنے کئے کی سزا بھگت رہاہے۔

میرے پیارے دل ! یہ وقت آنے کے پہلے ہی جو کچھ کرنا ہے کرلے ورنہ پچتائے گا۔ اس وقت پچتانے سے کچھ فائدہ نہیں۔

پرہیز

اس مرض کا مریض ان لوگوں کی صحبت سے جو دنیا میں کھپے ہوئے اور خدا کو بھولے ہوئے ہیں بہت پرہیز کرے۔

علامات صحت

حب دنیا سے صحت ہونے کی علامت یہ ہے کہ یہ مریض دنیا کو بھی دین ہی بناتا ہے۔ دنیا کے کاموں کو بھی آخرت ہی کی نیت سے کیا کرتا ہے جب دین و دنیا کا مقابلہ ہو تو دنیا پر دین کو ترجیح دیتا ہے۔ دنیا سے اس کا دل سرد ہوتا ہے' خوف الٰہی اس کے دل کو ہمیشہ گھیرا رہتا ہے۔ تمام اعمال اس کے درست ہوتے ہیں آخرت کی تیاری میں ہمیشہ لگا رہتا ہے۔

بیعت اور اس کے متعلق امور

بیعت کے تعلق سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ زبانی ہدایت پوری طرح ذہن نشین نہ ہونے سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے' اس لئے یہ مناسب معلوم ہوا کہ بیعت کے تعلق سے ضروری امور بیان کردیئے جائیں۔

بیعت دونوں سلسلوں یعنی قادریہ و نقشبندیہ میں لی جاتی ہے اور سلوک اولاً سلسلہ نقشبندیہ میں طئے ہوتا ہے۔اس طریقہ میں پہلے لطائف کو ذکر الٰہی کے طریقہ ذیل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔

پہلا سبق

اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ کا پہلا سبق **لطیفہ قلب** کہلاتا ہے ‘اس لطیفہ کی جگہ سینہ کے بائیں جانب پستان سے دو انگل ترچھے رُخ نیچے پسلی کی طرف ہے ‘اس مقام پر اپنا خیال جما کر زبان بند کر کے دل ہی دل میں اللہ ھو اللہ کا ذکر اس طرح کریں کہ یوں معلوم ہو کہ اللہ اللہ اس جگہ سے بولا جارہا ہے۔زبان سے نہ کہیں یہ ذکر ہر وقت اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور لیٹے ‘ وضو بے وضو ‘ ہر حالت میں اس طرح کیا کریں کہ ہاتھ پاؤں تو جس کام میں بھی ہوں مشغول رہیں لیکن خیال ‘ لطیفہ قلب کے مقام مذکورہ پر جمارہے اور دل میں جس طرح اور باتیں سوچا کرتے ہیں اللہ اللہ کا خیال کریں۔پس اس طرز عمل سے یہ ہوگا کہ ہاتھ پاؤں تو اپنے کام میں لگے رہیں گے اور دل اللہ کے ذکر میں مستغرق رہے گا۔
اس طرح کا ذکر ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریا کا شائبہ بھی نہیں ہوتا اور اس کا علم بجز حق تعالیٰ کے کسی دوسرے کو مطلق نہیں ہوتا۔

میاں عاشقِ و معشوق ومز نیست   کرتا کاتبیں راہم خبر نیست

ابتداء میں عادت نہ ہونے کی وجہ سے اس طرح کے ذکر میں قدرے دشواری ہوگی اور کبھی کبھی بھول بھی ہوگی لیکن کوئی مضائقہ نہیں ‘جب بھی یاد آجائے ذکر شروع کر دیں اور اس کو اپنے ہر وقت کا مشغلہ بنالیں۔

طریق ذکر

اطمینان اور فرصت کے وقت مسجد میں یا مکان کے کسی حصہ میں یکسو ہو کر بیٹھ جائیں۔ آنکھیں بند کرلیں اور منھ بھی بند کرلیں اور زبان کو روک کر، یوں خیال کریں کہ حضرت پیر و مرشد میرے روبرو ہیں اور اللہ کا فیض مرشد کے قلب سے نکل کر میرے قلب میں آرہا ہے اور اسی کے ساتھ دل میں اللہ اللہ کہہ کر تسبیح کا ایک ایک دانہ پھیرتے جائیں اس طرح کم از کم بیس تسبیح یعنی دو ہزار بار دل میں یہ ذکر اس طریقہ پر کریں اور روزآنہ کرتے رہیں ناغہ نہ کریں۔ اس تعداد ذکر میں کمی نہ کریں اگر زیادتی ہو تو اچھا ہے کہ یہ ذکر زیادہ ہوگا۔ یہ پہلا سبق اتنا ہی جلد صاف ہو جائے گا ہاں اگر کسی وجہ سے ایک نشست میں ذکر کی یہ تعداد پوری نہ ہو تو مضائقہ نہیں، دو تین نشستوں میں بھی اس کو پورا کرسکتے ہیں۔

ذکر کے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ جس طرح زبان کو تیزی کے ساتھ باتیں کرنے کی عادت ہو جاتی ہے، اسی طرح دل بھی تیزی سے ذکر کا عادی ہو جاتا ہے لیکن یہ کوئی خوبی نہیں ہے، ذکر میں اس بات کا اہتمام رکھنے کی ضرورت ہے کہ نہایت اطمینان و سکون سے آہستہ آہستہ ذکر کیا جائے اور ایک ایک لفظ پورا پورا اور اچھی طرح ادا ہو، ذکر میں جلدی کرنے سے اس کا اثر پیدا نہیں ہوتا۔

یہ پہلا سبق ہے جس کو لطیفۂ قلب کہتے ہیں یہ صاف ہونے کے بعد دوسرا سبق دیا جاتا ہے۔ دوران ذکر میں جو کیفیات و واردات پیش آئیں ان کو بجز حضرت پیر و مرشد کے کسی دوسرے سے بیان نہ کریں کہ اس میں ایک خاص مصلحت ہے۔

تصور شیخ اور وساوس

ذکر کرتے وقت ہر طرح کے خیالات سے دل و دماغ کو پاک اور یکسو رکھیں صرف ایک اللہ ہی کے ذکر سے دل و دماغ کو معمور رکھیں۔ اس دوران میں مرشد کا تصور ذہن میں رہے تو وسوسے پیدا نہ ہوں گے، اس پر اگر وساوس پیدا بھی ہوں تو اس کا کوئی خیال نہ کریں، اس سے کوئی ہرج نہیں۔ البتہ اس بات کی ضرور احتیاط رکھیں کہ اپنی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا نہ ہو اگر خود بخود بلا ارادہ آئیں تو کوئی مضر نہیں، کثرت ذکر اور تصور شیخ قائم رکھنے سے وساوس کم ہو جائیں گے۔ تصورِ شیخ ابتدائے سلوک

میں اس لئے ضروری ہے کہ اس ایک تصور سے دنیا بھر کے تصورات باطلہ کا ازالہ کرنے میں مدد ملتی ہے اور آخر میں چل کر قلب سے شیخ کا تصور نکال کر اللہ کا تصور جمانا بہت سہل ہو جاتا ہے۔

تصورِ شیخ پر بعض حضرات شرک کا شبہ کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں۔ اہل علم تصورِ شیخ کو بطور علاج مبتدیوں کے سلوک کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔

کثرت ذکر اور تصورِ شیخ قائم رکھنے سے وساوس خود بخود کم ہو جاتے ہیں۔ تصور شیخ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شیخ کی صورت مجسم ہو کر نظر میں آئے یا نہ کہ شیخ کو خدائے تعالیٰ کی طرح ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھیں، مقصود صرف شیخ کا ایک تخیل ہے۔

قوت متخیلہ میں ایسی قوت ہے کہ انسان جس چیز کا بھی خیال کرتا ہے وہ اس کی آنکھوں میں بعینہٖ موجود ہو جاتی ہے، پس شیخ کے تصور سے اس کے فیوض و برکات کے حصول میں بڑی مدد ملتی ہے۔

غایت بیعت و مقصود ذکر

بیعت دراصل کسی واصل الی الحق کے دست حق پرست پر اس غرض سے کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کو راضی کرنے کا طریق معلوم ہو جائے کیونکہ رب العزت کا خود ارشاد ہے کہ **اذکرو اللہ ذکراً کثیراً ۔**

کثرت سے اللہ کو یاد کرو۔ **فاذکرونی اذکرکم۔** تم میرا ذکر کیا کرو تو میں اس وقت تمہارا ذکر کرتے رہوں گا۔ اس حکمِ خداوندی کو بجالانے کے لئے کسی سالکِ طریقت و عارفِ حق کی رہنمائی ضروری ہے اور اس حدیث سے بھی ذکر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ **انا جلیس من ذکرنی** ترجمہ : میں ہم نشین ہوں اس کا جو مجھ کو یاد کرے۔

مقصود ذکر الٰہی سے اللہ کی خالص محبت پیدا کرنا ہے اور کوئی دنیوی غرض بیعت سے وابستہ نہ رکھی جائے۔ حضرت پیر و مرشد کو اللہ تک پہنچنے کا ایک وسیلہ سمجھیں اور اس تعلق سے جو حقوق و آداب مرتب ہوتے ہیں انہیں بجالانے کی کمال درجہ کوشش کریں، ذکر کے وقت نہایت عاجزی کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں یوں عرض پرواز ہوں کہ اے میرے معبود ! میں تیری ہی یاد اور تیری ہی محبت کے

لئے تیرا ذکر کر رہا ہوں، میرا مقصود بس تو ہی ہے۔ مجھے اپنے فضل و کرم سے اپنی رضا و محبت اور اپنی معرفت عطا فرما!

پہلی وصیت

اسی طرح بیعت لینے کے بعد سالک کو شرعی امور میں جملہ اوامر و نواہی کی سختی سے پابندی کرنی چاہئے کہ اتباع سنت ہی سے سلوک جلد طے ہوتا ہے اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اس میں سب سے پہلی چیز نماز کی پابندی ہے۔

سالک کے لئے پہلی وصیت یہ ہے کہ پانچ وقت نماز کی پابندی رکھے اور ہر نماز کو جماعت سے پڑھنے کی کوشش کرے۔ عورتیں جماعت کے بغیر پانچ وقت کی نماز پابندی سے اپنے گھروں میں ادا کریں۔

دوسری وصیت

یہ ہے کہ درود شریف روزانہ کم از کم 200 مرتبہ پڑھا کریں۔ درود شریف کے آداب میں یہ بھی ہے کہ ادب اور توجہ کے ساتھ بیٹھ کر پڑھا جائے، چلتے پھرتے اور مکروہ مقامات پر اس کا پڑھنا خلاف ادب ہے۔ درود شریف کو ذکر کے ساتھ ملا کر پڑھنا بھی ضروری نہیں ہے، سونے سے پہلے تک جب چاہیں اس کو پڑھ سکتے ہیں۔

درود شریف کونسا بھی پڑھا جاسکتا ہے، یہاں ایک مختصر درود لکھا جاتا ہے جو اپنے معنی کے لحاظ سے بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ اس کے معنی خیال میں رکھ کر پڑھیں تو مناسب ہے۔ **اَللھمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِدِنَا مَحَمَّدٍ وَعَلیٰ اٰلِه وَصَحْبِه اَفْضَلَ صَلَوٰاتِکَ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ**۔ اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل واصحاب پر سب سے افضل درود اور اتنی تعداد میں جو آپ کے معلومات کی تعداد کے موافق ہے۔ برکت اور سلام نازل فرما۔

وظائف اور اشغال

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر شخص کو کچھ نہ کچھ وظائف وغیرہ کی عادت ہوتی ہے۔ سالک کے لئے صرف تین چیزوں کا اختیار کرنا ضروری ہے' باقی چیزیں ترک کر دیں۔ اولاً قرآن مجید کی تلاوت پابندی سے اس طرح کیا کریں کہ ابتداء سے آخر تک جتنا ہو سکے پڑھ کر پورا قرآن ختم کیا کریں پھر ایسا ہی دوسرا دور شروع کریں۔ درمیان قرآن سے کوئی ایک آدھ سورۃ کا پڑھ لینا کافی نہیں (2) درود شریف بکثرت پڑھا کریں کم از کم 200 مرتبہ پڑھنا چاہئے چونکہ دلائل الخیرات درود ودعاؤں کا بہترین مجموعہ ہے بعد تلاوت قرآن ہمیشہ اس کا ورد کریں تو بہتر ہے۔ اولیاء وعلماء ومشائخین کرام کا یہی طریقہ رہاہیکہ (3) ذکو رایک جگہ بیٹھ کر مرشد کا خیال اس طرح کریں کہ ان کے قلب سے اللہ کا فیض میرے قلب میں آرہا ہے' یہ سوچتے ہوئے اللہ ھو اللہ کا ذکر کریں اسی کو جتنا بڑھا سکتے ہوں بڑھائیں۔ دو ہزار کی تعداد ابتدائی درجہ میں بتلائی جاتی ہے لیکن سلوک کثرتِ ذکر ہی سے طے ہوتا ہے۔ اور جب ذکر چھ ہزار کی تعداد تک پہونچ جاتا ہے تو اپنا اثر دکھانا شروع کرتا ہے۔

اس طریقہ کی بنا ہی کثرتِ ذکر اور صحبت شیخ پر رکھی گئی ہے۔

ابوالحسنات سید عبداللہ کان اللہ لہ